

منور العین



سائنس و فلسفے کی جالی ہو

انر

منور - بدایونی

ناشر



اقبال بک ہاؤس ٹرام جنکشن
مصدقہ کراچی ۳

نور
۴۴۱۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منور نعتیں

(مع حالیہ کلام)

مصنف

منور بدایونی

اسٹاکسٹ :

نوں : 212642

یونائیٹڈ پبلیشرز

اردو بازار کراچی

ہدیہ - ۵/- روپے

تعارف

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

چیسر مین شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی

تقلید احمد منور بدایونی جناب عیش بدایونی کے شاگرد ہیں جو خود حضرت امیر مینائی کے ارشد تلامذہ میں تھے اس طرح منور صاحب کا تعلق جس سلسلہ شاعری سے ہے اس میں پاکیزگی خیال اور صفائی بیان کی روایت ایک اساسی حیثیت رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس ادب پرستی کے دور میں بھی جب کہ بڑی حد تک لوگوں کا مذاق بدل گیا ہے اور شاعری کا منصب بھی کچھ اور ہو گیا ہے منور صاحب نے عام انداز کو چھوڑ کر نعت اور منقبت کو اختیار کیا ہے اور اپنی ساری عمر اسی مشغلہ میں صرف کی بہاریہ کلام بھی نہایت دلکش ہے اور زبان اور خیال کی شاعری پسند کرنے والوں کے لئے منور صاحب کو کلام ایک تیارہ حیثیت رکھتا ہے۔ میرے ہم وطن ہیں اور عزیز بھی میں نے کچھ ہی سے ان کا کلام سنا ہے۔ میں نے محسن کا گوروں کی نعت گوئی کے سلسلہ میں ایک جگہ لکھا ہے کہ نعت گوئی کا فن بڑا مشکل ہے۔ سودا نے تو مرثیہ نگاری کو مشکل ترین دقاتی کہا ہے کہ بقول ان کے اس میں مضمون واحد کو ہزار رنگ سے ربط معنی دینا پڑتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نعت کا معاملہ مشکل ہی نہیں نازک بھی ہے۔

باخدا دیوانہ باش و باعہد ہوشیار

شاعری کے فنی مطالبات کی نگہداری اور پھر نعت سے عہدہ برائی ایک بڑے فنکار

ہی کو نصیب ہو سکتی ہے افسوس ہے کہ محسن کا کوردی کے بعد اردو شاعری میں علی درجہ کی
نعتیہ شاعری کا کوئی نمونہ نہیں ملتا جن نعت گو شعرا نے اس طرت تو بے بھی کی ان میں
بہت تو گناہ ہی رہ گئے اور جن کو تعارف بھی نصیب ہوا وہ ہم عصر شعرا کے مقابلے میں
فروغ نہ پاسکے۔

منور صاحب خاندانی شاعر ہیں ان کے والد حکیم مسنین احمد صاحب مورخ بدایونی
بڑے ذہین اور طباع شاعر تھے اس لئے یہ روایت بھی منور کے لئے نئی نہیں پھر شاعری
کو انھوں نے ذریعہ معاش نہیں بنایا اس لئے جو کچھ کہتا ہے اپنے شوق سے اور محض جذبہ
اور ذوق سے اسی لئے اس میں صداقت بھی ہے اور خلوص بھی اس میں پیشہ ور شاعروں
کی سی سحر کاری نہ سہی وہ ساری خوبیاں موجود ہیں جو اچھی شاعری میں ہوتی ہیں امید
کہ منور صاحب کا یہ مجموعہ مقبول ہو گا اور باب بصیرت لئے قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے

ابوالیث صدیقی

کراچی یونیورسٹی

۱۰ جون ۱۹۹۳ء

پیش لفظ

از: میتنا. زیری. بی. اے. علیگ

ذخیرۃ انوار حجازی

۸۲ ہجری ۱۳

اصناف سخن میں نعت کی انفرادیت اہمیت اور انفرادیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا نعت کے مصنف کے پاس علاوہ فن کی جملہ صلاحیتوں کے ایک آشفقت اور فریفتہ دل ہونا بھی ضروری ہے۔ عاشق اپنے مجرب کی توصیف اور تذکرہ کے لئے پاکیزہ ترین حین و جمیل قلم اور زبان استعمال کرتا ہے اور اگر وہ حقیقتاً عاشق نہیں ہے تو اپنی معروض میں حسن پیدا کرنے سے بھی قاصر رہتا ہے۔

منور بدایونی میرے قدیم اور بے تکلف دوست ہیں موصوف برصغیر ہندو پاک کے ان نامور اور قادر الکلام شعرا میں سے ہیں جن کا نام رہتی دنیا تک زندہ رہے گا۔ خاک برائیوں کی عظمت سے کون واقف نہیں جس کو بڑے بڑے اولیا اور بزرگان دین نے اپنی ابدی خواب گاہ کے لئے پسند فرمایا جو حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیا جیے عظیم المرتبت بزرگ کا وطن ہے اسی سرزمین سے نور صاحب کو پیدائشی نسبت کا شرف حاصل ہے ایک نامور متولی خاندان کے فرد ہیں ان کے والد حکیم حسین احمد صاحب مورخ بدایونی تاریخ کوئی میں یدِ طولی رکھتے تھے منور صاحب کی تاریخ پیدائش ۲۰ دسمبر ۱۹۰۸ء ہے۔

منور کی ہمیشہ عادت رہی ہے کہ جس شاعر کا جو کلام ان کے دل پر منقوش ہو گیا اُسے اپنے خیالات اور فن کے زیورات سے آراستہ کر کے تخیس کی صورت میں اپنا لیا، بہاریہ کلام میں منور کا رنگ مخصوص عارفانہ ہے ذمے کی بھی تصویر کشی کرتے ہیں۔ زبان اور الفاظ پر اس قدر قدرت حاصل ہے کہ انسانی زندگی کی نہایت ابھی ہوئی گتیاں سلیں اور عام فہم زبان میں سلکھا دیتے ہیں اشعار میں الفاظ کا رکھ رکھاؤ، تواتر اور الٹ پھیر ایسی لذت پیدا کرتا ہے کہ سننے اور پڑھنے والا عرصہ تک لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔

حمد، نعت اور منقبت ان کا مخصوص مذاق سخن ہے الفاظ کا انتخاب انتہائی سلیقے سے کرتے ہیں اور ان کو محض دانکسار کے سانچے میں ڈھال کر اس طرح پیش کرتے ہیں کہ دوسروں میں منوریت کا سمندر موجزن نظر آئے۔

جب تری شان کریمی پہ نظر جاتی ہے زندگی کتنے مراحل سے گزر جاتی ہے
بکھے جو دیا اے مرے دینے والے طلب سے زیادہ ہے بخشش کو کہے
بندوں کو بھی درکار ہے مولائی رحمت رحمت کو بھی مولائی درکار ہیں بندے

منور کے نعت اور منقبت کے کلام پر جو تبصرے ادب نواز بنہ گان اور محترم حضرات نے دفتارِ وقتا کے ہیں وہ سب کم گنجائش کی وجہ سے اس مجموعہ میں شامل نہ کئے جاسکے چند مہترک اور ممتاز بزرگان کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبدالقدیر قادری سابق مفتی اعظم حیدرآباد دکن (نور مرشد)
مولوی ثقلین احمد منور بدایونی اگرچہ نوجوان شاعر کی فہرست میں شامل ہیں مگر کلام کی پختگی، ندرت، سلاست اور رفعت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ بریلوں کی محاسن ان کے کلام سے منور اور معمور نظر آتی ہیں بکھے ان کی شاعری میں بڑی کشش اور منزل مقصود سے بڑی قربت

محسوس ہوتی ہے۔ منور صاحب خالص بہاریہ رنگ میں آداب کو ملحوظ رکھ کر حمد و ثناء اور
 منقبت کہتے ہیں ان کے کلام میں اصلاح قوم کی محمود کوشش پائی جاتی ہے۔ میری دعا ہے کہ
 ان کا کلام حسن قبول حاصل کرے اور جن جذبات کی رکشانی میں جو کچھ کہا گیا ہے ان کا آئینہ دار بنے
 حضرت مولانا عبدالحامد القادری البدریونی صدر جمعیتہ علماء پاکستان (اگست)
 عشاقان بارگاہ رسالت میں منور صاحب کی غزلیات کا ایک ایک شعر منہ دیا پاک کے
 گوشے گوشے میں بڑی قدر و منزلت سے پڑھا جاتا ہے ان کا کلام ایک مقام مرتفع رکھتا
 ہے جو ان سے دیرینہ روابط قائم کرے گا وہ بلند سطح کا مالک ہوگا۔

محترم العصر علامہ مولوی تقی علی حیدری مسلم مشنری مشرق بعید و مشرق وسطی
 مجھے اس بات کا فخر ہے کہ اس سہ ماہیہ اہل حق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 کلام میں نے کراچی آکر ہی نہیں شابلنگ جب کہیں منور صاحب نے کوئی تازہ فکر کی مجھے اور
 میرے ساتھ مخصوص احباب کو سننے و شرف و اس میں ہوا ان کا کلام جو طبع ہونے جارہا ہے
 جس کا نام منور نقی ہے پاکستان بھر کے قلوب منور کرنے میں کامیاب ہوگا۔ جناب سیدہ
 انصار الدین صلوات اللہ وسلام علیہا کا کوئی سہرا یا سہاگ یا اس قسم کی نظم کسی شاعر
 نے نہیں لکھی میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ منور صاحب کی نظم
 بہت سخی کا سہاگ کے عنوان سے اپنی قسم کی پہلی اور آخری نظم ہے جس کے بعض
 اشعار سنکر میں بے ساختہ رو دیا ہوں اکثر اشعار اس قدر بلند ہیں کہ رتی دنیا تک شاید اس
 موضوع پر اس سے بہتر عنوان پیش نہیں کیا جاسکتا۔

مبارک الہی کی لاڈلی یہ بچوں سمجھ کے مہک نہیں شفاعت کی ہر منہ شکلائی کی
 سہرے کے لئے ان سے بہتر بچوں دنیا کے کسی گلشن میں کبھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔

منور کی ہمیشہ عادت رہی ہے کہ جس شاعر کا جو کلام ان کے دل پر منقوش ہو گیا اُسے اپنے خیالات اور فن کے زیورات سے آراستہ کر کے تخیل کی صورت میں اپنا لیا۔ بہاریہ کلام میں منور کا رنگ مخصوص عارفانہ ہے ذمے کی بھی تصویر کشی کرتے ہیں۔ زبان اور الفاظ پر اس قدر قدرت حاصل ہے کہ انسانی زندگی کی نہایت ابھری ہوئی گتھیاں سلیں اور عام فہم زبان میں سلکھا دیتے ہیں اشعار میں الفاظ کا رکھ رکھاؤ، توازن اور الٹ پھیر ایسی لذت پیدا کرتا ہے کہ سننے اور پڑھنے والا عرصہ تک لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔

حمد، نعت اور منقبت ان کا مخصوص مذاق سخن ہے الفاظ کا انتخاب انتہائی سلیقے سے کرتے ہیں اور ان کو محض دانکسار کے سانچے میں ڈھال کر اس طرح پیش کرتے ہیں کہ دھرموں میں منوریت کا سمندر موجزن نظر آئے۔۔۔

جب تری شان کریمی نظر جاتی ہے زندگی کتنے مراحل سے گزر جاتی ہے
بجے جو دیا اے مرے دینے والے طلب سے زیادہ ہے بخشش کو کہے
بندوں کو بھی درکار ہے مولائی رحمت رحمت کو بھی مولائی درکار ہیں بندے

منور کے نعت اور منقبت کے کلام پر جو تبصرے ادب نواز بنہ گان اور محترم حضرات نے وقتاً فوقتاً کئے ہیں وہ سب کم گنجائش کی وجہ سے اس مجموعہ میں شامل نہ کئے جاسکے چند مترک اور ممتاز بزرگان کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبدالقدیر القادری سابق مفتی اعظم حیدرآباد دکن (نور مرشد)
مولوی ثقلین احمد منور بریلوی اگرچہ نوجوان شعرا کی فہرست میں شامل ہیں مگر کلام کی پختگی، قدرت سلاست اور رفعت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ بریلوی کی محاسن ان کے کلام سے منور اور مہمور نظر آتی ہیں بکے ان کی شاعری میں بڑی کشش اور منزل مقصود سے بڑی قربت

محسوس ہوتی ہے۔ منور صاحب خالص بہاریہ رنگ میں آداب کو ملحوظ رکھ کر حمد و ثناء اور
منقبت کہتے ہیں ان کے کلام میں اصلاح قوم کی محمود کوشش پائی جاتی ہے۔ میری دعا ہے کہ
ان کا کلام حسن قبول حاصل کرے اور جن جذبات کی رکشٹی میں جو کچھ کہا گیا ہے ان کا آئینہ دار بنے
حضرت مولانا عبدالحامد القادری البدایونی صدر جمعیتہ علماء پاکستان (اگست)
عشاقان بارگاہ رسالت میں منور صاحب کی غزلیات کا ایک ایک شعر منہ و پاک کے
گوشتے گوشتے میں بڑی قدر و منزلت سے پڑھا جاتا ہے ان کا کلام ایک مقام مرتفع رکھتا
ہو ان سے دیرینہ وابستگی قائم کرے گا وہ بلند سطح کا مالک ہوگا۔

محترم العصر علامہ مولوی تقی علی حیدری۔ مسلم مشنری مشرق بعید و مشرق وسطی
بجائے اس بات کا انحراف ہے کہ اس سرمد مداحان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
کلام میں نے کراچی آن لائن سٹائلنگ جب کہیں منور صاحب نے کوئی تازہ فکر کی مجھے اور
میرے ساتھ مقصود احباب کو سننے و شہرت و اس میں ہوا ان کا کلام جو طبع ہونے جارہا ہے
جس کا نام منور نقی ہے پاکستان بھر کے تلوکچہ منور نے یہ کام کیا ہوگا۔ جناب سیدہ
انصار الدالین صلوات اللہ وسلام علیہا کا کوئی سہرا یا سہاگ یا اس قسم کی نظم کسی شاعر
نے نہیں لکھی میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ منور صاحب کی نظم
بہت نبی کا سہاگ کے عنوان سے اپنی قسم کی پہلی اور آخری نظم ہے جس کے بعض
اشعار سنکر میں بے ساختہ رو دیا ہوں اکثر اشعار اس قدر بلند ہیں کہ مذہبی دنیا تک شاید اس
موضوع پر اس سے بہتر مضمون پیش نہیں کیا جاسکتا۔

مبارک اے نبی کی لاڈلی یہ بچوں سے کہے کہ ہمیں شفاعت کی ہر ضرورت کشائی کی
سہرے کے لئے ان سے بہتر بچوں دنیا کے کسی گلشن میں کبھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔

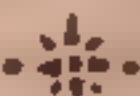
وہی سے حق نے جنت بخشی ہر ایک قدم کی جہاں سے دی سند ہو کر آن مصطفائی کی
 وہ گھر سے باپ کے سونے کی کیمیں یکے کیوں ملیں جنہیں اتوں کو عادت کے زمیں پر جہتہ سائی کی
 حضرت سرور کائنات علیہ السلام و تحیت و ثناء اور ان کے پارہ جگر حضرت امام حسین کی منقبت
 ایسے انداز میں کہی ہے کہ میں نے اپنی انسی سال سے زائد کی عمر میں کسی جگہ نہیں دیکھی الفاظ کی تلاش
 اور طرز ادایا دلکش ہے کہ ہر سننے والا بے اختیار داد دینے پر مجبور ہو گا۔

ہر دل کا اجالا کون محمد ہر آنکھ کا تارا کون حسین
 تمہید تمہلی کون محمد انجام نطفہ ارا کون حسین

اس مطلع کے بعد پوری غزل اس انتظام کے ساتھ کہنا کہ نصف مصرعہ نعت میں اور نصف
 منبت میں پھر حفظ مراتب کے ساتھ الفاظ کی تلاش اور ترتیب میں کامیابی صرف خدا کی
 دین ہے اور نور صاحب کے حقیقی جذبات کی ترجمانی۔
 مولانا مفتی زاہد القادری (دارالافتادہ دہلی)

نعت لکھنے والے شعرا میں ادیب محترم منور صاحب کو ایک بلند مقام حاصل ہے طویل تر
 سے آسان کے حلقہ اثر میں ان کے کلام کو قبول عام کی سند حاصل ہے۔ میرا ذال شاید ہے
 کہ اہل معرفت کے حلقوں میں اور طریقت کی محفلوں میں جب یہ اثر آفریں کلام پڑھا جاتا ہے
 تو سامعین کے دل اس طرح ہلنے لگتے ہیں جس طرح نیم سحر کی خاموش حرکت سے پھولوں
 کی پنکھڑیاں ہلنے لگتی ہیں۔ زیارت حرمین شریف کے سفر میں مجھے یہ دیکھ کر بڑی مسرت
 ہوئی کہ بحری جہاز میں زائرین حرم منور مدایونی کا کلام سن کر سراپا در درن جاتے تھے اور ان کی
 آنکھیں آنسوؤں کے بوجھ سے جھک جاتی تھیں ساحل حرم جہدہ اور مدینہ منورہ میں منور
 صاحب کے کلام نے کیفیت و سرور کے سمندر موجزن کر دیئے زیر نظر مجموعہ منور نعتیں کو یہ

شرن حاصل ہے کہ اس میں شاہیر معرفت کے کلام کو تصنیف کیا گیا ہے۔ اور کل کلام میں
بزرگان دین کے روحانی تصرنات جلوہ ذرا ہیں۔ یہ کتاب پاکستان کے ٹے ایک ناو تحفہ ہے



چنانچہ مخصوص احباب کی فرمائش پر موصون کے حمد و نعت اور منقبت کے کلام ہے
چند تخیس اور غزلیات من بہ عشق رسول فدا ہیں اور جو علما، فصحا، شعرا اور بزرگان دین
سے انتہائی داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں آپ کے سامنے پیش ہیں چونکہ اشعار میں اب زمانہ
زیادہ طوالت کی اجازت نہیں دیتا اس لئے تخیسوں میں صرف پانچ پانچ بند کا انتخاب کیا گیا
ہے، مجموعہ میں، ہر قسم کا کلام پیش کیا جا رہا ہے جو نعت و حمد کی محافل میں مدح اور
منقبت کی مجالس میں، سماع اور قوالی کے اجتماع میں نیز زبانِ جذبات اور بلند تخیلات
کا ادب پسند کرنے والوں میں انشاء اللہ کیاں طور پر دلکش اور کیف آفرین ثابت ہوگا۔

مینا زبیری علیگ

کراچی ۲۰ جون ۱۳۷۲ء

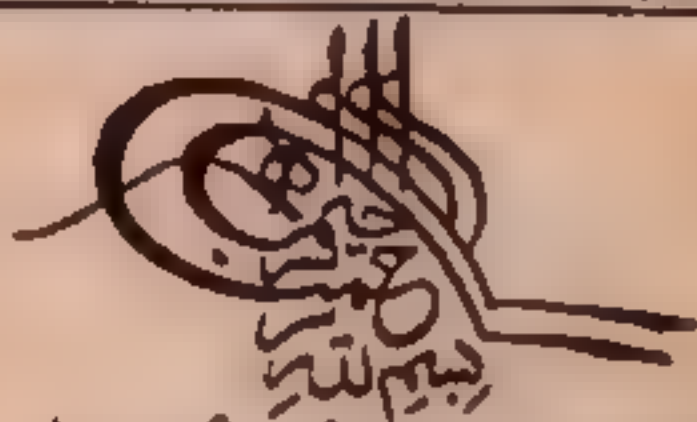
قطعہ تاریخ

انوار رسالت کے ہیں روشن سورج لکھی ہیں منور نے عجیب تخیس
مینا نے بھی تاریخ طباعت لکھی ہیں گلشنِ طیبہ یہ منور نعتیں

محمد

نہ آیا آنکھ سے جب تو نظر تو دل سے پہچانا
 بڑی پہچان مشکل تھی بڑی مشکل سے پہچانا
 کسی کی آنکھ روشن ہے کسی کا دل منور ہے
 کسی نے آنکھ سے دیکھا کسی نے دل پہچانا

منور



فَحْمَدًا وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِنَا الْکَرِیْمِ ”داورِ محشر کے حضور“

ہے محشر کا دن حاضر دربار میں بندے
تو خالقِ عالم ہے سزا دے کہ جزا دے
تو مابکے مختار ہے بخشے کہ نہ بخشے
تو سارے غفار ہے، تو خالقِ کل ہے
اک جس گرا نما یہ ہے، مولا تیری رحمت
بندوں کا خدا تیرے سوا کون ہے یارب!
حقاً ترا ہمد ہے نہ ثانی ہے نہ ہمسر
دامن میں گناہوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے
لا یب کہ تو وعدہ نرا موش نہیں ہے
بندوں کو بھی درکار ہے مولا تیری رحمت
یارب تیری رحمت کے طلبگار ہیں بندے
مجبور ہیں مجرم ہیں، گنہگار ہیں بندے
شرمندہ ہیں، نادام ہیں، خطاوار ہیں بندے
ایکس ہیں معذور ہیں، لاچار ہیں بندے
بے زہ ہیں بڑے مفلس، نادار ہیں بندے
انصاف کے نگھے ہی طلبگار ہیں بندے
کرتے تیری توحید کا اقرار ہیں بندے
لیکن تیری رحمت کے طلبگار ہیں بندے
جو حکم ہو تعمیل کو تیار ہیں بندے
رحمت کو بھی مولا تیری درکار ہیں بندے

مایوس متوڑے تیرے رحم کا طالب
بے محشر کا دن حاضر دربار میں بندے

۱۰
تضمین

نعتِ تدری

اے کہ ہے ختم تری ذات پڑے لانیسی وہ تیری شان ہے ہاشمی و مطلبی
جبذاصل علی اے برے ممتاز بنی مر حبا سید کی مدنی العسری

دل و جاں بادندایت چہ عجب خوش لقی

شافع حشر، شہنشاہ جہاں، فخرِ اُمم دونوں عالم میں نہیں تجہا حسیں تیری قسم
ایک میں کیا بری صورت پہ فدا ہیں عالم من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

کوئی دنیا میں نہ آئے نہ آئے تجہا! تجہکو اللہ نے واللہ وہ ربہ بخشا
ہے فرشتوں کی زبانوں پہ تری مرح و ثنا نسبت نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

لمحہ بھر کو نہیں ملتی غمِ عالم و نجات مختصر یہ ہے کہ کاٹے نہیں کٹتے دن رات
سن کے آتے ہیں کہ پیاسوں کو بچے گی خیرات ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

رحم فرما کہ ز حد می گذر دتشنہ بسی

حق نے کس نام سے بخشی تھی خطائے آدم کون ہے شاہ جہاں ختمِ رسل، فخرِ امم
مجھ سانا پاک کہاں اور کہاں خوابِ کما نسبتِ خود بہ سگتِ کرم دس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شربِ ادبی

عرشِ اعظم پہ سجائی تھی تیری مسندِ پاک سر پہ رکھتے تھے ملائک تیری لعلین کی خاک
پہونچا اُس جا کہ نہ پہونچے جہاں فہمِ ادرا شبِ معراجِ عروج تو گذشت از افلاک
بہ مقامے کہ رسیدی نہ رسد یسج نبی !

تھی تیری شان کی خالق کو تجلی منظور تیرے جلووں سے مرتب ہوئی ہر آیت نور
بھیجا اُس جا کہ جہاں حسنِ ازل تھا مستور ذاتِ پاک تو دریں ملکِ عرب کردہ ظہور
زاں سبب آمدہ تراں بہ زبانِ عربی

مالک کوثر دینم ہو یا شاہِ انام دور جاری رہے چلتے رہیں متوالوں میں جام
مے بستی رہے گنگھور گھاؤں کو تمام نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رطبی

در پہ اک بھیڑ نظر آتی ہے بیمارِ دلی سب کی تو سنتا ہے سب کہتے ہیں اپنی اپنی
اک مریض ان میں منور بھی ہوئے پیارِ نبی سیدی انت حبیبی و طیب و متلی
سوئے تو آمدہ تہ تہی پئے درماں طلبی

تضمین غزل مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی

سب کا والی ہو تو، دربار ہے اعلیٰ تیرا خلق کو در سے ترے پتا ہے بارِ تیرا

غیر کے دیو نہ مانگے کبھی منگتا تیرا وہ کیا جود و کرم پرستہ بطنی تیرا

نہیں سننا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ہم سے عاجز تری رحمت کا عو کیا جائیں ہم سے بیکس تری نعمت کا عو کیا جائیں

تیری دولت تری ثروت کا عو کیا جائیں فرشتے تری شوکت کا عو کیا جائیں

خسر و اعتراف پہ اُڑتا ہے کچھ برا تیرا

جو تمہارا ہے، وہ ہر اونے سب اور دو کی چیز ہے ہر تقدیر سے کھڑے ہو میں ملک کے قریب

پتہ ہیں دامن رحمت میں تمہارا ہی قریب میں تو مالک ہی ہوں گا کہ ہر مالک کی چیز

یعنی محبوب و محبوب میں نہیں میرا تیرا

وہ جہاں پہ ترے اکرام وہ تیرا سلطان تیرے دشمن نے ہی پاپا کی تھی تر نصرت

تجہ پہ جو ظلم کرتے اسی خط میں سے منشا چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں اس کے خلاف

تیرے دامن میں پیسے چور انڈیا کا تیرا

پیش کرتا ہے منور ہیں شہا اس کو شہین نہ مدد اور کوئی اس کے سوا اس کو شہین

جو تیرا نازوں کا پادشاہ کیا اس کو شہین تیرے دربار میں لانا ہے رضا اس کو شہین

نہ ہر امر غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

تضہین غزل حسن ضا خاں صاحب حسن بلوی

ہاں درد عطا ہو مجھے وہ درد عطا ہو جس درد کی دارد نہ کوئی تیرے سوا ہو
اس طرح میں تڑپوں تو تڑپنے کا مزا ہو دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا با تھد دہرا ہو

جو کچھ ہو عطا وہ میری حاجت کے سوا ہو مزا مانگی مرادوں سے تسلی میری کیا ہو
کیا چاہے وہ تم سے جسے تم آپ ہی چاہو میں کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو
وہ درد کہ ہمیشہ میرے گھر بھر کا بھلا ہو

جلوے تیرے نظروں میں ہو بالیں قضا ہو تو چشم کرمی سے ادھر دیکھ رہا ہو
اے کاش یہ حسرت میری پوری ہو تو کیا گردِ تبت اجل سر تیری چو کھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

ہو لا کہہ میرے نامہ عصیاں میں سیاہی پیشی ہو نہ اس کی نہ فرشتوں کی گواہی
حاضر ہی نہ ہو مجرم محبوب الہی! ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سیاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

ملتا ہے قیروں کو درِ پاک سے ٹکرا ہے منتظر چشم کرم دیر سے منگتا
سُن لیجنا اس اپنے منور کی بھی آتا دے ڈالے اپنے لب جان بخش کا صد
لے چارہ دل دردِ حسن کی بھی دوا ہو

خ

غزل فصیح الملک داغ دہلوی

آپ ہیں خلق کے سلطان رسول عربی حکیم حق آپ کا فرمان رسول عربی
آپ ایمان کی ہیں مہمان رسول عربی آپ کی شان ہے کیا شان رسول عربی

آپ پر جان ہے قربان رسول عربی

ردنوں عالم سے بڑھایا یہ ہوا کس کو عروج عرش اعظم پہ بلایا یہ ہوا کس کو عروج
اپنا محبوب بنا لیا یہ ہوا کس کو عروج کس نے یہ مرتبہ پایا یہ ہوا کس کو عروج

ہوئے اللہ کے مہمان رسول عربی

بعد حق آپ دو عالم میں ہیں یکتا بیشک آپ بیباک و اکرنتی بہر کا بیشک
کہنا اللہ کا ہے آپ کا کلمہ بیشک ہے وہی حکیم خداوند تعالیٰ بیشک

جو ہوا آپ کا فرمان رسول عربی

آپ بے مثل ہیں لاریب نہیں کوئی دلیل حکیم حق میں کوئی چل ہی نہیں سکتی تاویل
تاجداروں کے شہنشاہ غریبوں کے کفیل آپ کا رتبہ ہے ایسا کہ جناب جبریل

آپ کے در کے ہیں دربان رسول عربی

تضمین

غزل حضرت شاہ منیرؒ

تخلیق جہاں ہے تیرے لئے تو رہی جان عالم ہر
کیا شمس و قمر کیا شام و سحر اک طرز بیان عالم ہر
توصیف تیری لے باعث کل سرور زبان عالم ہر
و شمس و رخ زیبائے ترا تو نور نشان عالم ہر

واللیل ہے تیری زلفِ ناز، تو راحت جان عالم ہے

افناک ترے تدبیر پہ قبیلے اشجار نے جھک کر سجدا کیا
کی جس تجھے سرتابی مردود ہوا ملعون ہوا
تو پر تو نور حقیقت ہے تھی بزمِ ازل میں تیری ضیا
بے پردہ ہوا جب حسنِ سراپا دوست کہا اشارۂ

اک میں ہی نہیں شیدا تیرا ہر پیر و جوان عالم ہے

اے پیارہ سوزِ قلبِ جگر تو دارِ دہرِ غم کیلئے
تو رہبرِ راہِ حقیقت ہے ہر جاں کیلئے ہر دم کیلئے
ہے کو نظر میں تیری ضیا تو نورِ حشرِ ہم کیلئے
تو فخرِ مولا آدم کیلئے تو رحمتِ ہر عالم کیلئے

تخلیق ہوا تو کریم کے لئے تو فیضِ رسان عالم ہر

جس نورِ معِ رحمت کی جھلک نے رکھ کر انسانوں کے
تو جلوہ شانِ رحمت ہے تو خیرِ ضیا و نظرت کے
جلوس میں ترے عالمِ عالم میں منوجہونے
قامت کا نہیں سایہ دے کے یہ عقل ہی کیا جو سمجھے

تو اکھ بشارت پنے کو کہے کچھ اور گمانِ عالم ہے

تفسیر

غزل مولانا ظفر علی خان حنا

جیسا کوئی ہوا بت نہ ہوگا تمہیں تو ہو بعد از خدا بزرگ، وہ نہا تمہیں تو ہو
محبوب کبریا شہرِ بطحا تمہیں تو ہو دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو

پہونچی نہ عقل جن و بشر جس مقام پر ٹہری نہ قدسیوں کی نظر جس مقام پر
ہے ختم دو جہاں کا سفر جس مقام پر جلتے تھے جبرئیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

بزمِ جہاں میں تم سے اجالا کیا گیا کون و مکاں میں اک تمہیں یکتا کیا گیا
پیدا نہ کوئی دوسرا تم سا کیا گیا سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی عایتِ ادلی تمہیں تو ہو

مختارِ بزمِ کون و مکاں اور کون ہے محبوبِ کردگارِ جہاں اور کون ہے
بالائے ہر یقین و گماں اور کون ہے دنیا میں رحمتِ دو جہاں اور کون ہے
اے تاجدارِ شرب و بطحا تمہیں تو ہو

تضمین غزل حاجی عبدالجامع صنا جانی بدایونی

دریں کیرے دکھ درد رنج و غم مٹانے کی در سرکار سے ہوتی ہے حل مشکل بنانے کی
کوئی صورت تو کر پیدا وہاں تک کہ آنیکی ذرا سی خاک لادے لے صبا آستانے کی
یہی تدبیر ہے بگڑی ہوئی قسمت بنانے کی

نہ آتے وہ تو کچھ حاجت نہ تھی دنیا بنانے کی انہیں کی ذات باعثِ دو عالم کو جاننے کی
جہاں میں ہر زمانے نے خبر دی کہ آنیکی نوید خیر مقدم تھی سجادِ طہر زمانے کی
ازل سے دھوم تھی سرکار کے تشریف لانے کی

میر منیراں تمہیں تم ہو لب کوڑے تمہیں تم ہو شفیق دو جہاں تم خلق کے سرور تمہیں تم ہو
نہنشاہ ام ہو دین کے رہبر تمہیں تم ہو تمہیں پر آنکھ جاتی ہے میر محشر تمہیں تم ہو
تمہارے ہاتھ ہے بگڑی ہوئی سارے زمانے کی

جنازہ دستو میرا نہ یونہی لیکے چل دینا یہی میری وصیت ہے بس تمہارا کھل دینا
پس مرن بہر صورت مری صورت بدل دینا کفن پہناؤ تو خاکِ سینہ منہ پہ مل دینا
یہی بس ایک صورت ہے خدا کو منہ دکھانے کی

در سرکار پہ عاجز کوئی دیکھا نہ دیکھے گا منتور سا بھی کوئی مانگے والا نہ دیکھے گا
تجھے سب کچھ لے گیا اور کوئی منگتا نہ دیکھے گا ترادست طلب جانی کبھی نیچا نہ دیکھے گا
ہوا کرتی ہے اونچی بھیک اونچے آستانے کی

تضمین غزل حضرت عیش مینائی بدایونی

کیسی گذریگی میرا گدراہ کیا ہوگا منزلیں سخت ہیں انجام سفر کیا ہوگا
میرے ہے بوجہ گناہوں کا مگر کیا ہوگا حشر کے روز میں خوف و خطر کیا ہوگا

ساتھ ہوں گے نہ کوئین کے ڈر کیا ہوگا

دو قدم سامنے نزدیک ہی جنت ہوگی بڑھ کے پی لیں گے اگر پیاس کی شد ہوگی
میرے سایہ کے سرکار کی رحمت ہوگی ایسی کیا گرمی خورشید قیامت ہوگی

اور ہوگی تو ثنا خوان کو ضرر کیا ہوگا

پہونچے افلاک پہ جنت کی نضا کو دیکھا دسعت چرخ کو گردوں کی ہوا کو دیکھا
عرش اعظم پہ گئے نور و ضیا کو دیکھا ہو گئی حد کہ شدہ دیں نے خدا کو دیکھا

آپے بڑھ کے کوئی اہل نظر کیا ہوگا

حسرت دید میں اظہار تمنا کب تک چل دینے کی طرف صرنا ارادہ کب تک
فرقت شدہ میں دل زار کا رونا کب تک غم حضرت میں یونہی جوشش گریہ کب تک

آخر انجام تراویدہ ترک کیا ہوگا

اب تو کو بھی ہمراہ لگاتے چلے ساتھ رکھا تھا تو اب راہ بتاتے چلے
ان کے کلشن کی ہوا ساتھ میں کھاتے چلے عیش طیبہ کی طرف خاک اڑاتے چلے

پہینک بھی دیجئے سا مان سفر کیا ہوگا

اے غریبوں کے نگہبان کہاں ہے آجا

تیری امت پریشان کہاں ہے آجا لٹ گیا قوم کا سامان کہاں ہے آجا
گھر کے گھر ہو چکے دیران کہاں ہے آجا بیکسی میں ہیں مسلمان کہاں ہے آجا
اے غریبوں کے نگہبان کہاں ہے آجا

دیر سے کفر کی ظلمت کو مٹانے والے اور زلزلے میں بڑی شان سے آنیوالے
مشعل نور حقیقت کے جلانے والے ساری دنیا کو مسلمان بنانے والے
لیکے پھر ہاتھ میں قرآن کہاں ہے آجا

دار فانی میں تجھے لاکے بٹھایا لیکن تجھ کو انسان کی صورت میں دکھایا لیکن
تو بھی انسان ہی کی شکل میں آیا لیکن تجھ کو اللہ نے انسان بنایا لیکن
ہم میں تجھ سا کوئی انسان کہاں ہے آجا

تیری یکتائی کے قائل تھے زمانے والے لائے ایمان سب ایمان نہ لانے والے
پردہ بزم حقیقت کے اٹھانے والے صورت خاص میں اور عرش کے جانیوالے
شب معراج کے مہمان کہاں ہے آجا

تہ نصیبت میں ہر انسان بڑی مشکل ہے کشمکش میں ہیں مسلمان بڑی مشکل ہے
سخت الجھن میں ہے اب جان بڑی مشکل ہے ہے منور بھی پریشان بڑی مشکل ہے
تو ہی کر دے اسے آسان کہاں ہے آجا

”ربخ احمد کو آئینہ بنانے کا خیال آیا“

جب اپنے حسن کی محفل سجانے کا خیال آیا چراغ بزم امکاں کو جلانے کا خیال آیا

حرم ناز کے پردے اٹھانے کا خیال آیا خدا کو نور جب اپنا دکھانے کا خیال آیا

ربخ احمد کو آئینہ بنانے کا خیال آیا

انھیں گئے واسطے پیدا کیا سارے زمانے کو انھیں پر ختم فرمایا زمانے کے نسانے کو

سچی بزم حماں محبوب کی عزت بڑھانے کو ہر محشر خدا کی کو بلا بھیجا دکھانے کو

انہیں جب حشر میں دولہا بنانے کا خیال آیا

بلا کی بھڑتھی روز قیامت بزم محشر میں نظر آتی تھی ہر سواک مصیبت بزم محشر میں

ادھر نکلا زباں سے نام حضرت بزم محشر میں ادھر سوئے گنہگار ان امت بزم محشر میں

ادھر سرکار کو تشریف لانے کا خیال آیا

بلا کر عرش پر محبوب سے پوچھا گیا مانگو تمہارے واسطے ہیں جہاں اے مصطفیٰ مانگو

عطا کر دوں اگر کچھ اور بھی اس کے سوا مانگو شب اسرا کہا خالق نے ہو جو مانگنا مانگو

نبی کو اپنی امت بخشوانے کا خیال آیا

بھکاری نے جب اُن کے اکل نظر انکی طرف دیکھا برائیں آرزوئیں دیکھی گراں کی طرف دیکھا

زباں سے کچھ نہ نکلا تھا مگر انکی طرف دیکھا متوڑ میں نے گھبرا کر ادھر انکی طرف دیکھا

ادھر اکو میری بگڑی دنانے کا خیال آیا

دعا کو ہاتھ اٹھے ہوں سامنے روضہ کی جالی ہو

وہ بیکس جسکا کوئی سامی عالم میں نہ والی ہو ادب سے سر جھکا کر حاضر دربار عالی ہو

دعا کو ہاتھ اٹھے ہوں سامنے روضہ کی جالی ہو تو مثل شریعت پہ پتہ تیرے درہ سولی ہو

میرا ذمہ اگر پھر اس گدا کا ہاتھ خالی ہو

یہ حسرت ہے کہ جب ہنوز حق دم ہوا رسول اللہ مری جانب تیری سپیم کرم ہو یا رسول اللہ

مری گردن و راقدس پہ خم ہو یا رسول اللہ میرا سر ہو ترا نشی قدم ہو یا رسول اللہ

جبیں شوق ہو میری تراز بہار عالی ہو

مرا ہر موئے تن پامال ہو تیری محبت میں پس مردن مری مٹی نہ رکھی چا تریت میں

یہ تھوڑی خاک رہنے پٹ کر باپ حمت میں سپیدی میری پتی کی پھرے دربار حضرت میں

مری آنکھوں کا جال ہو ترے رونے کی جالی ہو

بے گناہی ہو مگر کوئی صدا اس کی نہیں سنتا کرے وہ التجا لاکھ التجا اس کی نہیں سنتا

کریم اس پر نہیں ہوتا دعا اس کی نہیں سنتا نہ دے جو واسطہ تیرا خدا اس کی نہیں سنتا

نہ تو جس کا دالی کون اس بیکس کا دالی ہو

نہ طالب لعل و گوہر کان میں کا بھکاری ہو ازل ہی سے جہاں روئے نور کا بھکاری ہو

بھکاری کی یہ کہوں خود کو ترے در کا بھکاری ہو بھکاری ہیں منور اور بھرے گھر کا بھکاری ہو

نہ میرا ہاتھ خالی ہے نہ میرا ہاتھ حسالی ہو

”میرے آقا مرے سرکار مدینے والے“

سب رسولوں کے ہیں سردار مدینے والے دونوں عالم کے ہیں مختار مدینے والے
ہم غریبوں کے ہیں غم خوار مدینے والے ہیں خدائی کے تدکار مدینے والے
میرے آقا، مرے سرکار مدینے والے

ایک سے ایک بے رتبے میں بلند اور برتر کم کہا جائے کسے اور کسے سمجھیں بہتر
بعد سلطانِ رسل ہے کوئی ان جیسا بشر چار یا ان بی چار تھے کہنے کو مگر
جانِ عالم تھے یہی چار مدینے والے

چارۂ سوزِ نہاں رہبرِ ابنِ آدم راحتِ قلبِ جگرِ مونسِ انکارِ دالم
حق کے محبوبِ دو عالم کے محبِ بحرِ کرم شافعِ حشر، شہنشاہِ جہاں شاہِ اُم
مصطفیٰ احمدِ مختار مدینے والے

تو وہ سالار کہ نصرتِ ترے چھوٹی تھی قدم تو وہ تمازا کہ معذرت تھے سب اہلِ حشم
رہ گیا تجھ سے ترے دین کے شکر کا بھوم فتحِ مکہ ترا اعجاز تھا یا شاہِ اُم
بھاری لاکھوں پہ تھے دو چار مدینے والے

گلشنِ خلد میں حورِ انِ جہاں تاکتے پہنچے پھر مری نعتِ فرشتوں کی زبان تاکتے پہنچے
کیا عجب گوشِ شہ کون مکان تاکتے پہنچے اے سوزِ مری آواز کہاں تاکتے پہنچے
ہوں اگر ساتھ میں دو چار مدینے والے

”خدائی بھر میں جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ کا ہے“

جہاں میں شورا اک صلّ علیّ صلّ علیّ کا ہے یہاں جو ہے تمنائی حبیب کبریا کا ہے
زمین سے آسمان تک کراؤں لٹ سہرا کا ہے وہ محبوب خدا ہیں اہل کل عالم خدا کا ہے
خدائی بھر میں جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ کا ہے

کرے وہ خون جو بند نہ ہو اس بند پرور کا غلاموں کو دیل مل گیا محبوب دادر کا
سہارا ہے ہیں تو دامن آلِ پیمبر کا سرِ محشر گنہگاروں کو کیا غم ہر محشر کا
گنہگاروں پہ سایہ شافی مدد جزا کا ہے

نہ کوئی اپنا قصہ ہے نہ کوئی داستانِ اپنی انہیں کے واسطے گویا دہن میں ہے زبانِ اپنی
نہ گھرا پناہ در اپنا نہ کوئی شے یہاں اپنی نہ سراپا نہ تن اپنا نہ دل اپنا نہ جاں اپنی
ہمارے پاس جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ کا ہے

سرِ عرش بریں دعوت حبیب کبریا کی ہے جہاں میں منتظر ہر آنکھ ان کے نقشِ پا کی ہے
حکومتِ دونوں عالم میں شہِ ہر دوسرا کی ہے زمیں پر دھوم اک صلّ علیّ صلّ علیّ کی ہے
فلک پر شورا اک یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ کا ہے

جو ان کا ہو گیا وہ پھر کسی کا ہو نہیں سکتا کوئی رنگ اس پہ جم جائے پھر اس کا ہو نہیں سکتا
جہاں میں اس سے بہتر کوئی نقشہ ہو نہیں سکتا یہ آئینہ کسی صورت کا دھندلا ہو نہیں سکتا
منور میرے دل میں عکس اُن کے نقشِ پا کا ہے

دھوپ میں بھی تری دیوار کے سائے نہ گئے

جو ترے دے بڑے پھر وہ گھٹائے نہ گئے ہیں یہ وہ نقشِ حقیقت جو ٹٹکے نہ گئے
خاکِ پاؤں کے جو میٹھے وہ اٹھائے نہ گئے پر تو ہر سے عکسِ مٹائے نہ گئے
دھوپ میں بھی تری دیوار کے سائے نہ گئے

مرتبے ہیں جو بشر کے وہ ملک کیا جانیں ارضِ طیبہ کو جو نسبت ہے نلک کیا جانیں
غلامِ ترے گلشن کی بہک کیا جانیں مہر و مہ عارضِ رحمت کی چمک کیا جانیں
جو تری جلوہ گاہِ ناز میں آئے نہ گئے

نہ وہ نور نہ وہ حسن، نہ وہ ہریالی نہ وہ پتے نہ وہ شاخیں نہ وہ گل کی ڈالی
باغِ جنت نظر آیا مجھے حنائی خالی میں نے جن آنکھوں سے چومی تھی سنہری جالی
پھولِ جنت کے اُن آنکھوں سے لگائے نہ گئے

باغِ طیبہ کی بہاروں نے کیا تھام ہوش مئے وحدت کے سہاروں نے کیا تھام ہوش
چشمِ ساقی کے اشاروں نے کیا تھام ہوش جن کو اُن مست نظاروں نے کیا تھام ہوش
ہوش آیا بھی تو پھر ہوش میں پائے نہ گئے

حسرتِ گلشنِ طیبہ نے کھلائے ہیں وہ باغ بوئے گلزارِ مدینہ سے معطر ہے دماغ
مل رہا ہے اسی مٹی سے ترے در کا سراغ ہیں منور تہہ دفنِ تری یادوں کے چراغ
یہ دینے سانس کے جھونکوں سے بچھائے نہ گئے

محمد کو ہم بے قراروں میں دیکھو

انھیں چاند میں اور نہ تاروں میں دیکھو نہ فردوس کے گل عسداروں میں دیکھو
نہ جنت کی طرف بہاروں میں دیکھو محمد کو ہم بے قراروں میں دیکھو
انھیں اُن کے امیدواروں میں دیکھو

نہ وہ عیش کی محفلوں میں ملیں گے نہ راحت طلب محسوس میں ملیں گے
نہ فرحت فرا منزلوں میں ملیں گے ملیں گے تو ٹوٹے دلوں میں ملیں گے
جو دیکھو تو ہم سو گواروں میں دیکھو

نہ وہ خلق کے بادشاہوں میں ہوں گے نہ دنیا کی آرام گاہوں میں ہوں گے
بسکتی بسکتی نگاہوں میں ہوں گے تڑپتے ہوئے دل کی آہوں میں ہوں گے
وہ ہوں گے مصیبت کے تاروں میں دیکھو

کہیں بے نواؤں کی دنیا پہ چھائے کہیں ناتواؤں کا خود بوجھ اٹھائے
غریبوں، ضعیفوں کی ہمت بڑھائے یتیموں کو سینے سے اپنے لگائے
انھیں ناتواؤں کش روزہ داروں میں دیکھو

نورِ منورِ فضاؤں میں صہیں وہ معطرِ معطر ہواؤں میں ہیں وہ
نسیمِ سحر کی اداؤں میں ہیں وہ مزینِ گلوں کی قباؤں میں ہیں وہ
مدینے کی رنگیں بہاروں میں دیکھو

”مگر اُن تک پہنچ جاتی ہے وہ آواز رکھتا ہوں“

جگر صد چاک لٹکڑے شکستہ ساز رکھتا ہوں بڑا دیوانہ ہوں دشت کے سب انداز رکھتا ہوں
ذرا ملحوظِ آدابِ نیاز و ناز رکھتا ہوں زباں خاموش ہے جو برہنہ ہے راز رکھتا ہوں
مگر اُن تک پہنچ جاتی ہے وہ آواز رکھتا ہوں

تبرِ سلیم خم سوئے حریم ناز رکھتا ہوں نگاہیں گنبدِ خضر کی جانب باز رکھتا ہوں
مرنے تکے سائی کے بھی کچھ انداز رکھتا ہوں یہ دل ٹوٹا ہوا سا ہے شکستہ ساز رکھتا ہوں
مگر اک درد میں ڈوبی ہوئی آواز رکھتا ہوں

شبِ غم کا اندھیرا جب سرئی آنکھوں پہ چھپا ہے خیابِ اوطیبہ رُوحِ روشن کرنے آتا ہے
مرضِ ہجر ساری کلفتوں کو بھول جاتا ہے یہ دل فرقت میں اُن کے درد سے تسکین پاتا ہے
نہ حاجت ہے دواؤں کی نہ چار ساز رکھتا ہوں

اگر چاہوں تو دنیا کو ہلا سکتا ہوں توں سے مگر دل کا نپ جاتا ہے گزرتے تیری راہوں سے
کوئی آساں نہیں ہے ربطِ ایسی جلوہ گاہوں سے ترے صفحے کی جالی چومتا ہوں تو نگاہوں سے
یہاں تک پاسِ آدابِ حریم ناز رکھتا ہوں

اجل کی نذر کرنا ہی پڑے گا جسمِ لاغر کو مگر یہ تو نہ ہو گا چھوڑ دوں مرکزِ بھی اُس در کو
جدا ہوں اس چمن سے اے منور صحنِ دیکھ کر کو پس مرون اڑا لے جائیگی خود مدحِ مضطر کو
مدینے کے درختوں کی ہوا سے ساز رکھتا ہوں

”سایہ رحمت“

جب ترا خالق عالم نے بنایا سایہ عرش نے دیکھ کے آنکھوں سے لگایا سایہ
 شانِ رحمت کا ترے قد پہ جو پایا سایہ ساتھ رہنے کی ترے تاب نہ لایا سایہ
 اس لئے ساتھ ازل ہی سے نہ آیا سایہ

جب ترے قدر کا ترے قد سے ملایا سایہ قدِ زیبا سے بھی بڑھتا نظر آیا سایہ
 آپ دیکھا تو کسی کو نہ دکھایا سایہ خود ترا دامنِ رحمت نے چھپایا سایہ
 تھا تو یوں تھا کہ کوئی دیکھ نہ پایا سایہ

سر سے پالمک جو ترے جسمِ حسین پر پڑتا وہ تجھے چھوڑ کے کیوں اور کہیں پر پڑتا
 فرش سے جا کے وہی عرشِ بریں پر پڑتا ساتھ دنیا میں جو آتا تو زمین پر پڑتا
 جانتا تھا قدرِ محبوب کا پایا سایہ

جب قیامت میں قیامت کی مصیبت کی جوش پر گرمیِ خورشیدِ قیامت ہوگی
 ہم گنہگاروں کے سر پر تیری رحمت ہوگی رُخِ معشرِ ترے سایہ میں یہ اُمت ہوگی
 جب پکاریں گے گنہگار کہ سایا سایہ

کوئی ہمدرد نہ تھا جس سے ملا میں نکھیں جسکی آنکھوں نے نظر ڈالی پھر آئیں نکھیں
 جس نے دیکھا برے سائے سے بچا میں نکھیں دھوپ ہی دھوپ تھی جس سمت اٹھائیں نکھیں
 صرف اُس وہ پہ منور نظر آیا سایہ

خ ”مٹی مدینے کی“

منور رشک کوہ طور ہے مٹی مدینے کی چراغ خانہ منصور ہے مٹی مدینے کی
دوائے ہر دہل رنجور ہے مٹی مدینے کی زجلے کس قدر پر نور ہے مٹی مدینے کی
ضیا بخش نگاہ حور ہے مٹی مدینے کی

پس مردن یہی زوہس سری پوشاک کی چادر ملے گر خاک راہ سید لولاک کی چادر
اڑالا جا کے طیب کے غبار پاک کی چادر بری مٹی پہ لا کر ڈال دے اس خاک کی چادر
صبا تیرے لئے کیا دور ہے مٹی مدینے کی

بہر مشق کوئی ان میں سے ہو ایک کسے برتر ہے نجف اور کربلا کی خاک دنیا کے مردوں پر ہے
زمین بغداد کی بھی افضل داعی ہے اظہر ہے بری مٹی جو اس مٹی میں مل جائے تو بہتر ہے
کہ اس مٹی سے تھوڑی دور ہے مٹی مدینے کی

منور خاص ہوں اک میں بھی سرکار رستائیں میر مختر بلایا جاؤں گا دربار رحمت میں
یقیناً میرے حق میں فیصلہ ہو گا قیامت میں اگر پوچھا گیا طیبہ کو جائیگا کہ جنت میں
تو کہہ دوں گا مجھے منظور ہے مٹی مدینے کی

خم

شانِ مدینے والے کی

تنویر پہ دونوں عالم ہیں تسربانِ مدینے والے کی
توصیف ملائک کرتے ہیں ہر آنِ مدینے والے کی
کیامت دشنا کر سکتا ہے انسانِ مدینے والے کی

انوار کی صفِ برتا بانی جلوں سے وہ روشنِ پشانی
وہ شکل وہ حسنِ رحمانی وہ جسم وہ جامہ لاثانی
وہ دوش پہ چادر نورانی وہ فرق پہ تاجِ سلطانی
محشر میں نرالی ہے سب سے پہچانِ مدینے والے کی

سجدوں کو عطا فرمایا ہے حق نے دہر در میرے لئے
جنت کے خزانے کھولے گی رحمتِ نیرِ محشر میرے لئے
علیہ کی بہاریں میرے لئے جنت کے نکلِ تریں میرے لئے
دنیا بھی تنورِ میرے لئے عقیقی بھی تنورِ میرے لئے
شاہی ہے وہ عالم میں میرے سلطانِ مدینے والے کی

بصد ادب پھر سلام میرا حریم خیر البشر سے کہنا

میاں جو اس گلستان گزرے کبھی شبہ بخود برے کہنا
جو میری حالت ہر دیکھتی جا ہی ہے چارہ گوے کہنا
کبھی ذرا اس طرت بھی اٹھ جا میرے نبی کی نظر کہنا
مچل رہا ہوں دیا غم میں یہ جلکے اس گنہگار سے کہنا
جہیں میں سجدہ تپ رہا ہوں دالے کے دوسے کہنا

ادب سے جا کے سوئے دینہ پہونچ کے آستان عالی
چڑھاکے رُفے پہ مصطفیٰ کے مری واردوں کی پُالی
دکھائے آقاے دو جہاں کو دکھائی ماؤں کی گود خالی
جھلکے نظریں بچکے پرے لٹکے نکھوں کی کالی
بصد ادب پھر سلام میرا حریم خیر البشر سے کہنا

شکستہ پا تھی دریدہ دامن دیا ریا قایں جو گئی ہے
کسی نشان کار پہ کھوکھلے نظریں وہیں کہیں جذب گئی ہے
تہکی ساز تھی چین پا کر نبی کے رُفہ پہ سو گئی ہے
اثر کو خود ڈھونڈنے گئی تھی وہ خود وہاں بے کہو گئی ہے
میری دعا کو تلاش کر لے میری دعا کے اثر سے کہنا

نہیں ہے اب اور کوئی چارہ بجز دیا حبیبِ دار
اگر وہ چاہیں تو دگر گھڑی میں بگریں بگڑا ہوا مقدمہ
دکھائے جا کر کہے یہ حالت جھٹکا کس شان پہ پیر
بڑی تمنائیں جی رہا ہے ترے کرم کی ترا منور
ہلاکے جلوں کی بجائے دیر سے یہ میرے آقا کے در سے کہنا

خدا سے محمّد کا در مانگ لایا

ازل سے وہی رہ گذر مانگ لایا بھکاری ہوں دانا کا گھر مانگ لایا
 مسافر ہوں زادِ سفر مانگ لایا دیہ حق سے سجدوں کو سر مانگ لایا
 خدا سے محمّد کا در مانگ لایا

زمانے سے اب کوئی حاجت نہ ہوگی بھکاری کو اُن کے ضرورت نہ ہوگی
 کوئی چیز اب بھگو نہمت نہ ہوگی کبھی کم برے گھر کی دولت نہ ہوگی
 ترے در سے بھیک اس قدر مانگ لایا

دیرت پہ لیکر گنتی تھیں خط نہیں بری آرزوئیں، بری التجائیں
 جہاں چل رہی تھیں کرم کی ہوائیں گیا تھا دباں مانگے کو دعائیں
 دعائیں نہ مانگیں اثر مانگ لایا

گنہگار کے سر پہ ہے اُن کا داماں جو ہیں اپنی امت کے خوہی نہ گہیاں
 بظاہر ہیں حد سے ہوا میرے عیاں نہ تھا حشر میں کوئی بخشش کا ساماں
 منور میں اک چشم تر مانگ لایا

خلق کے سردار کیا کہنا ترا

قافلہ سالار کیا کہنا ترا خلق کے سردار کیا کہنا ترا
 تجھے حق کو پیا کیا کہنا ترا اے شہِ ابرار کیا کہنا ترا
 محرم اسرار کیا کہنا ترا

کل جہاں تابع ترا عالمِ عظام نام لیتے ہیں ترا بصرِ صبح و شام
 تجھ کو سب پہچانتے ہیں خاص و عام شائعِ محشر لقب ہے اور نام
 احمدِ محنتار کیا کہنا ترا

تیرا زمر ہے، نہ ثانی دوسرا وہ شبِ مسراج تھا رتبہ ترا
 خود محبت سے بلاتا تھا خدا عرش کے پردوں سے آتی تھی صدا
 احمدِ محنتار کیا کہنا ترا

مرحبا وہ درِ ترا جس کے تیری چاند اور تارے جھکاتے ہیں جہیں
 چومتا ہے آسماں تیری زمیں آنکھیں ملتے ہیں جہاں رُوحِ الٰہیں
 وہ تیری سرکار کیا کہنا ترا

اُن سے پاؤںِ نعت گوئی کا یہ پھل پاک ہو جائے مری مسردِ عمل
 جا کے اُن کے سامنے محشر میں کل اے مُنور میں سسناؤں یہ غزل
 خود کہیں سرکار کیا کہنا ترا

خمسہ

کیا کہوں اور کہ اُس حُسن میں کیا رکھا ہے خود خدا نے اُسے محبوب بنا رکھا ہے
کیوں نہ ہو اُس کا ہر اندازِ نیاز رکھا ہے کچھ عجب نامِ محمدؐ میں مزار رکھا ہے
جس کو ہر ایک نے سینے سے لگا رکھا ہے

جن کے جلوں سے دو عالم کو سجا رکھا ہے اُن کا دیرِ رقیامت پہ اٹھا رکھا ہے
اُس پر ساری خدائی کو لگا رکھا ہے اُن کا ہر ایک کو دیوانہ بنا رکھا ہے
خود آنھیں دامنِ رحمت نے چھپا رکھا ہے

عامیو مفت میں کیوں شور مچا رکھا ہے مرن اک بات کو افسانہ بنا رکھا ہے
حسن اک پردہ رحمت نے چھپا رکھا ہے اُن کے جلوں کو قیامت پہ اٹھا رکھا ہے
دنہ پھر اور قیامت میں بھی کیا رکھا ہے

دیکھ لو سر پہ ہے دامانِ شبنمِ معشر اب نہ لیجاؤ فرشتو مجھے پیشِ داور
ابرِ رحمت جو ذرا جوش سے برسسا سر پر بہہ گئی سب برسے عصیاں کی سیاہی ہلکر
اب مرے نامہ اعمال میں کیا رکھا ہے

نہ مجھے گھر کی تمنا نہ کوئی درمیرا حسرت دیدلے پھرتی ہے بستر میرا
دُھوڑتا پھرتا ہے وہ نقشِ قدم میرا گل نہیں ہے ہرے سینے میں منور میرا
درد ہے اُن کا جو سینے سے لگا رکھا ہے

دو عالم کے والی

وہ جس نے درِ شہ پہ گدڑی بچھالی جسے مل گیا مصطفیٰ جیسا والی
سوالی نہیں اُن کے در کا سوالی اِد ہران کا دامن اُد ہران کی جالی
نہ یہ ہاتھ حالی نہ وہ ہاتھ حالی

تصور میں ہے تیسرا دربارِ عالی نگاہوں میں ہے تیرے روضے کی جالی
تیرے در پہ بیٹھا ہوں بنکر سوالی دینے کے آقا دو عالم کے والی
مجھے بھیک دے میرا دامن ہے خالی

تجلی سے دونوں جہاں جگمگائیں فرشتے جہاں فرشتی رحمت بچھائیں
جہاں آکے جبریل گردن جھکائیں وہ گلزارِ طیبہ ملک جس میں لائیں
درد و دل کے گجرے سلاموں کی ڈالی

بہارِ گلستانِ محبوبِ داور جہاں سر پہ سجدہ مہ و مہرِ داختر
نمازیں زمیں پر سلام آسماں پر نضائے مہینہ وہ اللہ اکبر
جہاں گونجتی ہے اذانِ بلا لی

شہنشاہِ کونین ۔ محبوبِ داور شفیعِ امم ۔ حامیِ روزِ محشر
منم بنوایم توئی بندہ پرور خوشا قسمت من کہ ہستم منور
نہمکِ خوارِ دربارِ سرکارِ عالی

بن کے رہ جاؤں

تماشا گاہ عالم میں تماشا بن کے رہ جاؤں سراپا مکس حُسنِ درے زیبِ بن کے رہ جاؤں
یہ کیوں چاہوں کہ اک پتھر کا کڑا بن کے رہ جاؤں مجھے حیرت سے وہ دیکھیں کچھ ایسا بن کے رہ جاؤں
بہ الفاظِ دگر آئینہ اُن کا بن کے رہ جاؤں

نہیں اُن کوئی جن کا جنہیں یکتا بنایا ہے خدا نے جن کو مالکِ دونوں عالم کا بنایا ہے
کچھ آگے کہہ نہیں سکتا انہیں کیا کیا بنایا ہے وہی ہاں وہ جنہیں اللہ نے اپنا بنایا ہے
مجھے اپنا بتالیں وہ انہیں کا بن کے رہ جاؤں

پتہ میرا ملنے میں لگا کوئی نہیں سکتا پہونچ جاؤں جو اُس در تک تو پا کوئی نہیں سکتا
پہونچ کر پھر کہاں پہونچوں بتا کوئی نہیں سکتا یہ ممکن ہے کہ مٹ جاؤں اٹھا کوئی نہیں سکتا
میں اُس کو پی میں اک نقشِ کعبِ پابن کے رہ جاؤں

تری الفت کے نغمے میں فرشتوں کی زبانوں پر کر دے کی تیرے بارش ہو رہی ہے دو جہانوں پر
گھاڑت کی چھائی ہے زمینوں و سمانوں پر کچھ اس انداز سے بکھرے ہیں گریز تیرے نونوں پر
دل سے چاکِ مچلا ہے کہ شانہ بن کے رہ جاؤں

منور کاشِ پہونچا دے مقدر ان کے رشتے پر جو اک سجدہ بھی ہو جائے میسران کے رشتے پر
پہونچ جائے کسی صورت سے یہ سران کے رشتے پر جبینِ شوق کو نند ہے کہ جھک کر ان کے رشتے پر
نہ انہوں پھر کبھی اک نقشِ سجدہ بن کے رہ جاؤں

پتر ۷۴ "معراج رسول"

گئے خلوت میں وہ عرش الہی کا اٹھا پردہ کہ دونوں طالبِ مطلوب تھے دونوں میں کیا پڑہ
بناؤ ناز کے پردہ میں دیکھایہ نیا پردہ شبِ اسرارِ احد میں اور احمد میں نہ تھا پردہ
برائے نام تھا دونوں میں بس اک میم کا پردہ

گئے تو اور بھی لیکن نہ تا عرشِ بریں پہنچے حریمِ ناز میں بس رحمتِ اللعالمیں پہنچے
بشر کی تو حقیقت کیا ملائکہ بھی نہیں پہنچے شبِ معراج جب خاص پرے کے قریں پہنچے
صد پر دے سے آتی تھی کہ آؤ ہو چکا پردہ

کلڑے تھے خیر مقدم کو کہیں فلماں کہیں حوریں خبر تھی آمد کی بہت یحییٰ تھیں حوریں
جناں میں منتظر تھیں یہ کی خلوتِ نشیں حوریں درجیت پر جب ٹہرے نبی کہنے لگیں حوریں
چلے بھی آؤ گھر والے پہ گھر والوں سے کیا پردہ

نخل تھے پیشِ داوران کے عاصی سخت حیران کچے اعمالِ ناموں میں فقہِ عیسیٰ ہی عیا تھے
وہ حالت تھی کہ دل کے حال چہرے نہ نمایاں تھے گنہگارِ امتِ حشر میں سرد گریباں تھے
نبی کے دامنِ رحمت کے صدقے رکھ لیا پردہ

حقیقت آپ اپنے راز سے آگاہ ہوتی ہے کہی خالی نہیں جاتی جو دل سے آہ ہوتی ہے
حقیقتی ہو تو پھر دونوں طرف چاہ ہوتی ہے مستورِ سج تو یہ ہے دل سے دل کو راہ ہوتی ہے
ادھر میری نظر اٹھی ادھر رخ سے اٹھا پردہ

ولادت اقدس

سید الانبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رحمۃ اللہ العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بارہویں بیچ الاول شریف کی مبارک صبح چمکی جیسی خوشی میں دربار ربی سے مرادیں عطا ہو رہی ہیں ایک ماہر دال جنابت عقیدت اس طرح پیش کرتا ہے کہ دیکھتے رحمت جوش میں کر تشہ کا ان محبت کی پیاس بجھا لے اور دود دیوار سے صدا بلند ہوتی ہے

جہاں میں فورے ہر سودہ آتے ہیں آتے ہیں
نرختے آگے آگے کہتے آتے ہیں وہ آتے ہیں
چراغاں کیا کریں گے آگے آگے انکی محفل میں
جنہیں سناتو آتے آتے برا کہنا نہیں آتا!
بٹا کرتی ہے دونوں قسمت قسمت جنکی عالم میں
جسے چاہیں اُسے کوئی مکاں کی سلطنت دیں
خدا کی بھر میں کوئی چیز جو اپنی نہیں کہتے
شب معراج جاتی ہے سواری عرش پر جنکی
ہمیشہ یاد رہتی ہے جنہیں ہر ایک کی نیکی
لحد میں پل پل میزان عمل پر بزم عشر میں
جو اگر دین کا ڈنکا بجاتے ہیں وہ آتے ہیں
طائفہ میں آنکھیں کھلتے ہیں آتے ہیں
تیارے مدنی خود جن سے پاتے ہیں آتے ہیں
براہ راستے ہیں جو اور مسکراتے ہیں وہ آتے ہیں
جو دود و دن میں صرناک تکتے ہیں آتے ہیں
جو خود پتے کھجور کے بچھاتے ہیں وہ آتے ہیں
جنہیں نون جہاں اپنا بتاتے ہیں وہ آتے ہیں
جنہیں روح الامیں لہا بٹاتے ہیں وہ آتے ہیں
بھلائی کر کے جو خود بھول جاتے ہیں آتے ہیں
جو ہر شکل میں سب کے کام آتے ہیں آتے ہیں

منور ایسی کیا بگڑی ہے تیری بن ہی جائے گی

جو ہر گڑھی ہوئی قسمت بتاتے ہیں وہ آتے ہیں

ساقی نامہ قیام اور سلام

دل اور جگر میں آگ لگی وہ دہواں ٹھا
 سرستیوں سے کھیل رہی ہے بہار آج
 ہر گل ہے اک شراب کا سہ لے ہوئے
 ہوگی یہیں کہیں کہیں آئے نظر تو لا
 روح دوام میرے کٹورے میں ڈال دے
 آ۔ اور آفتاب کو ہالے میں لوٹ دے
 جامِ تعینات میں جتنی بھی آسکے
 صدرِ شک برق طور کہیں جس کو وہ شراب
 راز و نیاز دالوں کے پینے کی چاہئے
 ہنگی بے جویہاں رہاں سستی ہے وہ شراب
 پر نور ہے جہان وہ یوم سعید ہے
 پیدا ہوا وہ جس کے لئے کل جہاں بنا
 بیمارِ شام ہجر کی امید آگیا
 ذروں کی آس چاند ستاروں کی آرزو
 محبوبِ خاص حسن میں بمثلِ دلا جواب
 ساقی اٹھ اور جامِ مئے ارغواں اٹھا
 چھائی ہوئی ہے رحمت پروردگار آج
 سارا چمن ہے ایک پیالائے ہوئے
 ساقی کہاں گئی مری بوتلِ ادھر تو لا!
 آپ بقا سے میرا پیالہ کھنکال دے
 مینا نہ لاکے میرے پیالے میں لوٹ دے
 مینائے ممکنات میں جتنی سہا سکے
 دو نوجہاں کا تو کہیں جس کو وہ شراب
 بغداد کی نجف کی مدینے کی چاہئے
 جو کر بلا میں روزِ برقی ہے وہ شراب
 مولودِ مصطفیٰ کی زمانے میں عید ہے
 جس کے لئے زمین بنی آسماں بنا
 آغوشِ مسیح نور میں خورشید آگیا
 مہجنِ چمن کی جان بہاروں کی آرزو
 گئے کا آفتاب مدینے کا ماہِ تاب

کُلّ عالم وجود کی زنگت بدل گئی
 ذرے زمیں کے چرخ تارے چمک اٹھے
 پھولوں کے سر جھکے ہیں زباں کھولتے نہیں
 سراں لئے جھکے ہیں کہ شوقِ سجود ہے
 جن و ملک میں فرشِ پیارے جھکے ہوئے
 قدسی صفیں بنائے کھڑے ہیں ادب کے ساتھ
 تعظیم کو ہرشت کی حویریں بھی جھک گئیں
 دنیا تمام نور کے سانچے میں ڈھل گئی
 دونوں جہان نور کے مارے چمک اٹھے
 غنچوں کے بس کھلے ہیں مگر گولتے نہیں
 لب اس لئے کھلے ہیں کہ منہ میں درود ہے
 آداب کو ہیں عرش کے تارے جھکے ہوئے
 جبریل بھی سلام کو حاضر ہیں سب کے ساتھ
 تسلیم کو عرب کی کھجوریں بھی جھک گئیں

سلام

اے بردارِ حنین کے سردارِ اسلام
 اے جلوہ گاہِ طور کے خورشیدِ اسلام
 اے خانہ خدا کے نگہبانِ اسلام
 اے التجائے کوثر و نسیمِ اسلام
 اے بکیوں کے قافلہ سالارِ اسلام
 اے حضرتِ کلیم کی امتِ اسلام
 اے وادی السلام کے مہمانِ اسلام
 اے ثمرہ دعائے براہِ سیمِ اسلام
 اے نور چشمِ دیدہ یعقوبِ اسلام
 اے آندوئے حضرتِ یوبِ اسلام

بر خاکِ درگاہ تو جبینِ نیازِ ما

تراں بہ یک نگاہ تو عسیرِ درازِ ما

تضمین سلام نورانی

یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
جب گھٹا ہو غم کی چھائی	آفتیں ہوں سر پہ آئی
تنگ ہو جائے خدائی	ملکے دیں یوں سب دہائی
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
اب مسلمان غم کے مارے	تنگ ہیں جینے سے پیارے
سخت مشکل ہیں گزارے	پھر دو پھر دن ہمارے
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
بڑھ گئے غم جلد آؤ	دکھ کر دم جلد آؤ
گھٹ گیا دم جلد آؤ	لٹ گئے ہم جلد آؤ
یا نبی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوات اللہ علیک
درد کے ماروں کی سن لو!	اپنے لالچپاروں کی سن لو
ان خطاواروں کی سن لو	ہم گنہگاروں کی سن لو

یا بنی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
غمزدہ نالوں کا صدقہ	نازکے پالوں کا صدقہ
کربلا والوں کا صدقہ	اُن کھلے بالوں کا صدقہ
یا بنی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
غمزدہ ناشاد ہیں ہم	مائل سر یاد ہیں ہم
بینوا بر باد ہیں ہم !	تابل ابراد ہیں ہم
یا بنی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
خوش رہیں ایمان والے	شان والے آن والے
داجو ہیں تیرا آن والے	سارے پاکستان والے
یا بنی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک
مصطفیٰ محبوبِ داد	یا شفیع روزِ محشر
جانِ رحمت بندہ پرور	رحم بر حالِ گنوار
یا بنی سلام علیک	یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک	صلوٰۃ اللہ علیک

صبح عید میلاد

صبح میلادِ نبی ہے کیا سہانا نور ہے
 بزمِ طیبہ کیسی نورانی ہے کتنا نور ہے
 عرشِ نوری، فرشِ نوری ذرہ ذرہ نور ہے
 ڈالی ڈالی نور کی ہے پتہ پتہ نور ہے
 میں رہی دامن ہوں داتا تیرے گھر کا نور ہے
 جگمگاٹھے ہیں عرشِ فرشِ وکری نور ہے
 جذبہ ہے ہر چشمِ بنیا میں اُسی سائے کا نور ہے
 تجھے پانی ہے تجلی چشمِ مہر و ماہ نے
 تونہ ہوتا تونہ ہوتا دو جہاں کا انتظام
 جس نے جو کچھ نور یا اسب تیری مگر سے
 مصطفیٰ کے نور میں ہے ذاتِ باری جلوہ گر
 اس طرٹ بھی اک نگاہ نور اے نور الہ

اے منور ایک میری ہی نظر پر بس نہیں
 ہر نظر ہر آنکھ کے پردے میں اس کا نور ہے

سلام بہ دربارِ خیر الانام

عرض کرے جلے کوئی اُن بہاروں کو سلام
 اے صبا سوئے مدینہ ہوا گرتیہرا گذر
 بزمِ گنبد پر بچھا تا ہے جو شب بھر چاندنی
 صبح دم آتی ہیں جو ردھنے کی جالی چوسنے
 جس کے ذرے ماہِ واحتر ہیں نگاہِ طور میں
 ہیں ابھی باقی جو درویشاہ دیں دیکھے ہوئے
 ذکر پر جن کے کیا کرتی تھیں سجدے سجدیں
 دامنوں میں جنکے پڑتے تھے کبھی غازی نماز
 جنکے سائے میں بہرتے تھے مہاجر راہ گیر
 جنکے دروازوں سے بٹتی ہیں جہاں کو نعمتیں
 گو نجی تھی عرش پر جنکی اذانوں کی صدا
 کملی والا جن میں لا تا تھا چرانے بکریاں
 نامہ میں جن کے ابو بکر و عمر عثمان و علی
 کر بلا میں لاکے جن کا تانلہ لوٹا گیا

آج تک جن کا منور ہر نظر میں نور ہے

اُس منور سبز گنبد کے نظاروں کو سلام

جو کیا کرتی ہیں طیبہ کے نظاروں کو سلام
 پیش کر دینا مرا اُن رہ گزاروں کو سلام
 اُس فلک کو اُس فلک کے چاند ماروں کو سلام
 اُن ہواؤں کو فضاؤں کو بہاروں کو سلام
 اُس زمیں کی خاک کو اُس کے مزاروں کو سلام
 اُن پرانے مقبروں کی یادگاروں کو سلام
 اُن نمازی عابدوں شبِ فہ داروں کو سلام
 اُن فلک منزل منور کو ہزاروں کو سلام
 اُن کھجوروں کے درختوں کی قطاروں کو سلام
 اُن شہنشاہوں امیروں تاجداروں کو سلام
 صادق الایمان اُن طاعت گناروں کو سلام
 اُس بیاباں کو سلام اُن سبزہ زاروں کو سلام
 آسمانِ دین کے ان چارتاروں کو سلام
 اُن مدینے کے بہتر شہسواروں کو سلام

غزل

خدا کے بعد کلمہ ہے منہ سے نام ترا
جو تجھ سے پہلے کوئی نام ہے تو نام خدا
یہ مہر و ماہ تری رفعتوں کو کیا جانیں
گناہگار ہوں مولا مجھے گناہ سے کام
اب اس آگے رسائی نہیں خیالوں کی
یہ قرب خاص کہ خالق نے اپنے نام کے ساتھ
تری زباں سے وہ نکلا جو حق نے فرمایا
زبان دھوتے ہیں پہلے وہ بھول ختم ہے
دعویٰ پرستی ہے مخلوق صبح و شام ترا
خدا کے بعد کوئی نام ہے تو نام ترا
ہری نگاہ سے پوچھے کوئی مقام ترا
گناہگار کی بخشش رہی وہ کام ترا
حرم عرش تو معلوم ہے مقام ترا
در قبول پہ لکھا ہے صرت نام ترا
کلام حق ہے خدا کی قسم کلام ترا
سحر کے وقت جو لیتے ہیں ٹھکے نام ترا

خوشا نصیب منور یہ فیض نسبت رسول

قبول بارگاہ حق ہوا کلام ترا !

”ستارے نور کے“

چاند سورج نور کے ہیں ستارے نور کے
 نور کے پانی سے منہ دھوئیں تمارے نور کے
 اک ترے پر تو سے چمکے سب ستارے نور کے
 فرش پر گل چرخ پر سب جلائے تمارے نور کے
 عرش پر جڑ کے آئیے تمہارے نور کے
 نور والا ہے خدا تم ہو پیارے نور کے
 عرش پر جا کر کئے تم نے نظارے نور کے
 روضۂ اقدس پہ کراے دل نظارے نور کے
 نور کے شلنے سے کیا گیسو سوارے نور کے
 ہیں ازل سے جلوہ انگن سب ستارے نور کے
 میں سراپا معصیت تم اک ستارے نور کے
 عکس ہیں یا مصطفیٰ سائے تمہارے نور کے
 نور کی سرکار میں بہتے ہیں دہارے نور کے
 دونوں عالم جگمگا اٹھے ہیں تارے نور کے
 جس طرف چاہیں کریں انکھیں نظارے نور کے
 چشم رحمت آپ کرتے ہیں نظارے نور کے
 جو خدا کے نور کے وہ سب تمہارے نور کے
 دونوں عالم ہو گئے قائل تمہارے نور کے
 نور کے گھر میں دید دیوار سارے نور کے
 اے سراپا نور دل صدقے تمہارے نور کے
 آج تک ڈوبے نہ ڈوبیں گے ستارے نور کے
 اس طرف بھی اک نگاہ نور پیارے نور کے

دل میں ہیں یا مصطفیٰ جلوے تمہارے نور کے

بزمِ نور میں منور ہیں ستارے نور کے

جب تم مری سن لو گے تو سن لے گا خدا بھی

ہر دل کی تسلی بھی ہے، ہر غم کی دوا بھی
 تم سا کوئی اے ختمِ رسل اور ہوا بھی
 ہونے کو تو ہوگی دلِ مضطرب کی دوا بھی
 لب پر ہے تمنا نام تو کیا رہ طلب ہو
 میں تم سے وہ کہتا ہوں جو کہنا ہے خدا
 اُس موت پاک میں نہیں سو جانِ تسدق
 اے ابرکرم دھوئیں گے اب کیا مرے آنسو
 چھا جائے کھٹا تو پس ہم یوں نہیں پیتے
 کیا چیز ہے مولا تری خاکِ کین یا بھی
 مے صودِ فدائی بھی ہو محبوبِ خدا بھی
 اسیہ ہے لیکن ترے دامن کی دوا بھی
 اے صلی علیٰ یہ تو دوا بھی ہے دعا بھی
 جب تم مری سن لو گے تو سن لے گا خدا بھی
 بس بوت کے ساتھ تے دینے کی ہوا بھی
 دھتکہ کوئی اب دامنِ عصیاں میں یا بھی
 پیتے ہیں تو چھا جاتی ہے رحمت کی گھٹا بھی

جب دل میں وہ جلوے ہوں تو دنیا ہو منقذ

جینے کی غرض ہے کوئی جینے کے سوا بھی

قطرہ

جب دم آخر خیال آیا بڑے غم ساتھ ہیں اُن کی رحمت بول اٹھی غم نہ کر ہم ساتھ ہیں
 اقربا کیوں دور ہے ہیں میں کوئی تنہا نہیں ہوں غلام غوث اعظم غوث اعظم ساتھ ہیں

”کسی دن یا محمدؐ یاد کرنا“

سیکاروں کی جب امداد کرنا مجھے بھی یا محمدؐ شاد کرنا
 مری فریاد سن لے سننے والے مجھے آتا نہیں سرِ یاد کرنا
 سہرا لیں چلے آنا خدا را دمِ آخر مری امداد کرنا
 سہرِ محشر جو باتیں ہوں خدا سے مرے حق میں بھی کچھ ارشاد کرنا
 مرے ہاتھوں میں دیکر اپنا دامن سکھا دو یا نبی سرِ یاد کرنا
 مدینے کی زیارت چاہتا ہوں کسی دن یا محمدؐ یاد کرنا

بڑی شے ہے سنو یاد اُن کی

جسے آجائے اُن کی یاد کرنا،

غزل

محمد کی شانِ جمالی کے صدقے

محمد کی شانِ جمالی کے صدقے	اُس آئینہ بے مثالی کے صدقے
یہ دل اُن کے دربارِ عالی کے صدقے	نظر اُن کے رونق کی جمالی کے صدقے
تصور میں ہیں اُن کے در کی نفسائیں	میں اس اپنی بزمِ خیالی کے صدقے
فضائے جہاں پتے پتے پہ ترباں	بہارِ جہاں ڈالی ڈالی کے صدقے
شبِ روزِ نور رسالت پہ قرباں	مہرِ شمعِ جمالی کے صدقے
گما اُن کی شانِ کرم پر تصدق	فقر اپنے دستِ سالی کے صدقے
عبادت نمازِ عقیدت پہ شاداں	سعادت اذانِ بلالی کے صدقے
شجاعتِ ترے زورِ بازو پہ حیراں	جسارتِ تری بے مثالی کے صدقے
سخاوتِ ترے عزمِ راسخ پہ حیراں	قناعتِ ترے ظنِ عالی کے صدقے
طریقتِ فدا تیرے حسنِ عمل پر	فطرتِ تری ذاتِ عالی کے صدقے
شرابِ حقیقتِ پلائے چلدا جا	میں ساتی تری اک پیالی کے صدقے

کہاں میری آنکھیں مرادِ منور

کہاں اُن کے دربارِ عالی کے صدقے

یا حبیب خدا مرحبا مرحبا

یا نبی مصطفیٰ مرحبا مرحبا	احمد مجتبیٰ مرحبا مرحبا
یا شفیع الورا مرحبا مرحبا	یا نبی الہدای مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا یا حبیب خدا	یا حبیب خدا مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا مصطفیٰ مجتبیٰ	خاتم الانبیاء مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا اشترت الاصفیا	افضل الازکیاء مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا نور بزم ازل	شمع راہ ہدای مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا کما جدار عرب	شاہ ارض و سما مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا جان کون و مکان	راہبر ہنسا مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا فخر دنیا و دین	شاہ ہر دو سہرا مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا دہر کے راہبر	خلق کے پیشوا مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا حین فرشتہ زمیں	نور عرش عسلا مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا شاہ جن و بشر	فخر شاہ و گدا مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا خلق کے دادرس	سب کے عقد کشا مرحبا مرحبا
مرحبا مرحبا چارہ سوز غم	مونس بے نوا مرحبا مرحبا

یا نبی یا نبی یا نبی یا نبی

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

نعت حبیب کبریا

ورد مرا مری غزل نعت حبیب کبریا
 روز کوئی نیا سلام تم پہ سلام یا رسول
 صبح کو دوسرا کلام حمد خدا کے دو جہاں
 جاتی ہے عرش پاک تک ٹھہرتے ہیں سی اور ملک
 چرخ پہ ایک شود ہے صلی علیٰ محمد
 نعت حبیب کبریا گویا مری زبان میں
 روح پڑھے نظر پڑھے قلب پڑھے جگر پڑھے
 ساز نفس پہ گائے جاوے کو گدگدائے جا
 بزم گدا، شاہ میں پیروں کی بارگاہ میں
 بنیں جو مئے گیس ہنسیاں جو مئے گیس
 عرش نے درجہ کا دیا پر شہ نے سر جھکا دیا
 قدسی رجائی و ظہیر عالی و محسن و امیر
 پاس تک آ کے رہ کئی ہاتھ بڑھکے رہ گئی
 ہے یہ دعائے قلب جاں بیدر شاہ دو جہاں
 شغل مرا کوئی غزل نعت حبیب کبریا
 روز کوئی نئی غزل نعت حبیب کبریا
 شام کو دوسری غزل نعت حبیب کبریا
 میری لکھی ہوئی غزل نعت حبیب کبریا
 فرش پہ مری غزل نعت حبیب کبریا
 پڑھتی ہے خود مری غزل نعت حبیب کبریا
 کس کی غزل مری غزل نعت حبیب کبریا
 ہے بڑے کیف کی غزل نعت حبیب کبریا
 روح رواں مری غزل نعت حبیب کبریا
 شاخوں پہ جب چھڑی غزل نعت حبیب کبریا
 کس نے پڑھی مری غزل نعت حبیب کبریا
 سب نے پڑھی مری غزل نعت حبیب کبریا
 سن کے جل مری غزل نعت حبیب کبریا
 خردیں پڑھوں یہی غزل نعت حبیب کبریا

مسن کے کہیں شہ عرب ایک منور اذتاب

ہاں کوئی دوسری غزل نعت حبیب کبریا



نعتِ رسول

جلوے ہر سمت رخ احمد مختار کے ہیں
 دھندلے پاک کے اترے ہوئے پردوں کی قسم
 جن کے لیجاتی ہے فردوس کے باغوں کی بہار
 آکے روضہ پر دریا کرتی ہیں حوریں جھاڑو
 دست بستہ کھڑے رہتے ہیں ملک کے قریب
 جن کو بازار قیامت میں خریدے کا خدا!
 کیا کریں لیکے بھلا کوثر دسنیم کے جام
 چار یاران نبی ہیں جہن دین کے پھول
 تہ میں حشر میں پل پر سر میسران عمل
 دونوں عالم میں اجالے مرے سرکار کے ہیں
 سائے جنت میں بھی آقا تری دیوار کے ہیں
 پھول مرجھائے ہوئے جو ترے گلزار کے ہیں
 کفشی بردار ملائک اسی دربار کے ہیں
 پاساں جنت و ملائک ترے دربار کے ہیں
 اللہ اللہ وہ سودے ترے بازار کے ہیں
 رند پیاسے تو ترے شربت دیدار کے ہیں
 درسی پھول ہیں گلشن میں جو بے خاک کے ہیں
 ہر جگہ سب تہہ منسوب ہے گنہگار کے ہیں

سب تصدق ہے پیرکار کی مددِ حی کا
 شہرِ عالم میں منور ترے اشعار کے ہیں

قطع

دولت کو تین ہے پھر اُس کے غالی ہاتھ میں تھام لی جس نے ترے ردِ فتنے کی جالی ہاتھ میں
اب کوئی قیمت لگائے میرے غالی ہاتھ کی خاکِ پائے مصطفیٰ میں نے اٹھالی ہاتھ میں

غزل

یہ حسرت ہے ترے رخصتے کو جا کر ہم بھی دیکھیں گے جبینِ شوق اُس در پر تھکا کر ہم بھی دیکھیں گے
سنا ہے خاکِ طیبہ سرمہ چشم ملا تک ہے جو ہاتھ آئی تو آنکھوں میں لگا کر ہم بھی دیکھیں گے
تری سرکار کہتے ہیں بڑی سرکار ہے آقا ترے دربار میں دھونی رما کر ہم بھی دیکھیں گے
جہاں دن رات خورشید و قمر سجی رہتے ہیں اُسی چو کھٹ پہ پیشانی جھکا کر ہم بھی دیکھیں گے
ادھر بھی اک نظر اوسونے والے سبز گنبد کے تری صورت ذرا پردہ اٹھا کر ہم بھی دیکھیں گے
سنا ہے سن کے آجلتے ہیں وہ آواز مجرم کی خدا چاہے تو مرتد میں بلا کر ہم بھی دیکھیں گے
جوان کا ہو گیا سارا زمانہ پھر اُسی کا ہے جو سب کے ہیں انھیں اپنا بنا کر ہم بھی دیکھیں گے

ریسواۃ تک لے آئی ہیں بیتا بیاں دل کی

منور آج قسمت آزا کر ہم بھی دیکھیں گے

مرحباسید مکی مدنی العربی

نہوا آپ ساید اکوئی ممت از نبی
 ناز کرتی ہے ترے نام پہ والا حبشی
 امتیں اور بھی گزری ہیں رسول اور بھی ہیں
 سر بہ سجود ترے دربار میں سب دملک
 تیرے دیدار کے مشتاق سلاطین جہاں
 تیری نفست پہ خجل دیر دلیسا واس
 حسن یوسف دم عیسیٰ یہ مبقا داری
 پھر کلام اپنا زبان عربی کو بخش
 ہر دم دور سے کرتے ہیں تیرے دعا طواف
 ہم دعاؤں کی تو کیا ہے کوئی شاہوں میں نہیں
 موت سے پہلے الہی مری حسرت نکلے
 سارے عالم کو عطا دولت عالم کرے
 میری اولاد کو دے خاک دیر آل نبی

ہو منور ہر محشر مرے لب پر یہ سخن

مرحباسید مکی مدنی العربی

۴۲ ”کیا ہونا ہے“

کام دشوار ہیں کیا ہونا ہے
دشمنِ غربت میں برکت پاہوں
دوست دشمن میں نہیں کوئی فرق
دور ساحل ہے شکستہ پیرے
سہمے سہمے ہیں فلک پر انجم
توبہ لے دستِ حوادثِ توبہ
خونِ انساں کی وہ ارزانی ہے
بختِ خفتہ ہے کہ کھلتی نہیں آنکھ
آسمانوں سے نہ جھکتے تھے جو سر
اگیا روزِ قیامت سر پر
دہریس کوئی مسیحا ہی نہیں
ان سے پوچھے کوئی ہونا کیا ہے
امتی آپ کے اے خستہ رمل
وقتِ ناساز زمانہ دشمن
واہو بابِ اثر تو اے دل
ہاتھ بیکار ہیں کیا ہونا ہے
خارِ ہی خار ہیں کیا ہونا ہے
یارِ اغیار ہیں کیا ہونا ہے
موجیں منجدار ہیں کیا ہونا ہے
مخویدار ہیں کیا ہونا ہے
دارِ پردار ہیں کیا ہونا ہے
گرم بازار ہیں کیا ہونا ہے
فتنے بیدار ہیں کیا ہونا ہے
بر سرِ دار ہیں کیا ہونا ہے
ہم گنہگار ہیں کیا ہونا ہے
لاکھوں بیمار ہیں کیا ہونا ہے
جو خبردار ہیں کیا ہونا ہے
سخت لاچار ہیں کیا ہونا ہے
جس سے بیزار ہیں کیا ہونا ہے
آہیں بیکار ہیں کیا ہونا ہے

لاکھ غم ہوں تو منور کیا غم
جب وہ غمخوار ہیں کیا ہونا ہے

نعتِ رسولِ امام

و

منقبتِ امام حسین علیہ السلام

ہر دل کا آجا لاکون، محمد ہر آنکھ کا تار اکون حسین
 مختار شفاعت کون، محمد بخشش کا سہارا کون حسین
 امت کی شکستہ کشتی کو طوفان کی زد میں بچ کر
 میدان ہزاروں فستح کئے کیا کچھ نہ کیا امت کے لئے
 تقدیر ہی ان کے قبضہ میں تدریجی ان کے قابو کی
 ہر لمحہ ہر دل میں یاد انکی، ہر آن سے لبِ ذکر ان کا
 تمہیدِ تجلی کون، محمد انجامِ نظار اکون حسین
 خالقِ کادار کون، محمد مخلوق کا پیارا کون حسین
 لالہ کنارے کون، محمد دیتا ہے سہارا کون حسین
 غم سہکے نہ بٹھکا کون، محمد سرِ دیکے نہ ہار اکون حسین
 برسا گیا رحمت کون، محمد بے آب ہار اکون حسین
 ہر غم کا مراد اکون، محمد ہر درد کا چار اکون حسین

عقبی بھی منور اپنے لئے دنیا بھی منور اپنے لئے

عقبی کا سہارا کون، محمد دنیا کا سہارا کون حسین

”تمام منظر فطرت پہ چھا رہے ہیں حسین“

زمیں ہے اُن کے لئے آسماں ہے اُن کے لئے نمودِ کارِ گہنہ زد جہاں ہے اُن کے لئے
مباہ ہے اُن کے لئے گلستانِ اُن کے لئے دجودِ عرصہ کون و مکال ہے اُن کے لئے
تمام منظر فطرت پہ چھا رہے ہیں حسینؑ

کبھی چین میں کبھی ست لالہ زاروں میں کبھی دینے کے سرِ بزرگِ گلِ عنادوں میں
کبھی پشملِ سمعہ شام کی بہاروں میں کبھی بہ شانِ دگر چاندِ ادرتِ بادوں میں
تجلیات کے دریا بہا رہے ہیں حسینؑ

تغیبات کے پردے اٹھائے جاتے ہیں تو اہمات کے جھگڑے مٹتے جلتے ہیں
حیاتِ دموت کے معنی بتائے جلتے ہیں نیازِ دنا کے منظر دکھائے جاتے ہیں
گلے پہ تیغ ہے اور مسکرا رہے ہیں حسینؑ

نبی کے باغِ علی کے چین کو لوٹ لیا جنابِ فاطمہ کی انجمن کو لوٹ لیا
سمومِ شام نے اکِ گلبدن کو لوٹ لیا تہگردوں نے غربِ الوطن کو لوٹ لیا
رضائے حق میں بھرا گھر سا رہے ہیں حسینؑ

وہ بارگاہِ منورہ کیوں ہو پھر عسالی خدا ہے جس کا نگہبان مصطفیٰ والی
ہو گی مشترک اسِ گلستاں کی پامالی چڑھائی جلتے گی دینِ رسول پر ڈالی
پس کی نعلش کو ہاتھوں پہ لا رہے ہیں حسینؑ

سلام بزرگوار امام عالی مقام حضرت حسین علیہ السلام

بڑے جو کر کے وہ سوئے شہ امام سلام
 بڑا ہجوم تھا طیبہ کی پہلی منزل میں
 چلے حسین جو طیبہ سے کر بلا کی طرف
 جو عزم کر کے چلے تھے وہ کر بلا پہونچے
 زمین منزل مقصود نے قدم چوسے
 انہیں کسی کی سلامی کی کیا ضرورت تھی
 وہ آپ ہستی فانی پہ کیا نظر کرتے
 سلام ان پہ ہمیشہ کہ جن کو کرتے ہیں
 یہ شاہ و جنیں شاہ شاہ کہتے ہیں
 یہ آفتاب دینہ ہیں ان کو کیا کہئے
 غضب غضب کہ یہ خود صبح و شام کے مالک
 چلے جو خیمے سے عباس جانب دریا
 تمام رات انہیں سمجھتی رہیں حوریں
 سلام بندہ عاصی قبول ہو سشالا

مدد میں آتی تھیں ہر سمت سلام سلام
 کھڑے تھے راہ میں کرنے کو غامض عام سلام
 جہاں پہونچتے تھے کرتا تھا وہ مقام سلام
 اگر چہ راہ میں آتے رہے پیام سلام
 فلک نے دُور سے جھک کر کہا امام سلام
 کہ جن کو کرتے تھے جن و ملک تمام سلام
 انہیں تو کرتے تھے آپ بقل کے جام سلام
 یہ فرش و عرش و دہر و صبح و شام سلام
 امام وہ جنہیں کرتے ہیں سب امام سلام
 انہیں کے ادج کو کرنا ہے بخت شام سلام
 انہیں سے چاہتے ہیں ساکنان شام سلام
 دیکھ کر تا تھا ایک ایک تشنہ کام سلام
 کسی کے نام و دود و اور کسی کے نام سلام
 تمہاری آل پر اولاد پر مدد امام سلام

انہیں سلام، منور یہ چاہتا ہے جی
 تمام عمر لکھوں اذہ نہو تمام سلام

بنت نبی کا سُہراگ

بنتی زہرہ بنتی شادی رچی احمد کی جانی کی
 براتی دونوں عالم ہیں عسلِ مرتضیٰ دولہا
 بنی بیٹی ہے دلہن فاطمہ اغوشِ رحمت میں
 مبارک اے بنی کی لاڈلی یہ پھول بہرے کے
 سلامی پیش کرتے ہیں ملک تحفے درودوں کے
 کبھی جبریل آتے ہیں کبھی جبریل جاتے ہیں!
 خدا نے چادرِ تطہیر بھیجی ہے شہانے میں
 نبوت کے نیکے سے جہادِ یکر اُجانی ہے
 تمنائیں کہ شاید دامنِ رحمت چھو جائیں
 گنہگارِ اِنِ اُمت کو مبارکباد دیتی ہیں
 درِ دولت سے لپٹی ردہ ہی ہیں باریابی کو
 تعالٰی اللہ جس دامن میں چاند بھی نہ سونا
 وہیں سے حق نے جنتِ بخشید ہی ہر اک قدموں کو
 سلامی میں عطا فرما کے اک کنجی خزانے کی

زمیں سے آسمان تک دھوم ہے اس کتھانی کی
 برات آئی ہے سبکو دھوم سے احمد کی جانی کی
 کھڑی ہیں منظرِ حورانِ جنتِ رونا کی
 وہک جن میں شفاعت کی ہر خوشگشت کی
 دعا کرتی ہیں حوریں خلق کی حاجتِ دانی کی
 نویدیں عرش سے لے کے فضلِ کبریائی کی
 جی ہے بل جس میں نامِ آلِ مصطفائی کی
 ملائکہ لیکے آئے ہیں گوٹھی نہ دکھائی کی
 دعائیں مانگتی ہیں نعیمیں وہ تک رسانی کی
 مرادیں مغفرت کی حاجتیں عقدہ کشائی کی
 تمنائیں کرم کی آندہیں رہنمائی کی
 اُسی دامنِ کربالہ ہیں بید میں خدائی کی
 جہاں سے دی سندِ زہرہ کو آلِ مصطفائی کی
 علی کو مصطفیٰ نے سوئے دی دولتِ خدائی کی

کہا حوروں نے یارب اس لہن کا ہر کیا ٹہرا
 ذراے چاند مارا اپنی آنکھیں بند کر لینا
 جہاں کی بیویاں سکھیں چلن اللہ والوں کے
 نہ گھر والوں کو کپڑے ہیں نہ در والوں کو جوڑے ہیں
 چلی آتی ہے دنیا حاجتوں کی گھڑیاں باندھے
 زمانہ عکس جلوہ لے رہا ہے دل کے خیشوں پر
 انہیں کھواب اور اطلس کی پوشاکوں کی طلب
 وہ گھر سے باپ کے سونے کی بچیدیں کیوں نکلیں
 نہ ان کے سر پہ جھومر ہے نہ میکاں کے ماتھے پر
 انہیں خود گھر میں چکی سینا آج جو چٹکنا رہیں
 نمازیں ات بھر کرتی ہیں سجدے ان کے دامن کے
 فرشتے نام لیتے ہیں تو آنکھیں کھل نہیں سکتیں
 امامت میں کنگھی کر رہی ہے بال بنتے ہیں
 انہیں کے گھر پر ہر شکل زمانہ ختم کر دے گا
 ہند آئی کہ عظمت میری شان کبریائی کی
 علی کے گھر کو ڈولی جائیگی احمد کی جانی کی
 سبق سکھیں یہودی بیٹیاں ساری خدائی کی
 خدا کا نام گھر میں وہ پہ دولت ہے خدائی کی
 یہیں تکمیل ہوگی خلق کی حاجت دانی کی
 صل کے سر پہ پگڑی دیکھ کر مشکلاشتائی کی
 بچھا نام ہے انہیں تو جانمازا اپنی چٹائی کی
 جنہیں ساتوں کو عادت ہے زمیں پر جتہ سائی کی
 مگر شان کرم قائل ہے چہرے کی معنائ کی
 ضرورت کیوں ہو ان ہاتھوں کو چھو نہ چکی کلانی کی
 قسم کھاتی ہے رحمت انکی شان سیریا کی
 نظر پر ہاتھ رکھ لیتی ہے عظمت پارسائی کی
 پس پردہ شہادت منتظر ہے مدد نمائی کی
 انہیں کے در سے حل ہوتی ہے ہر مشکل خدائی کی

سرمشتر منور کاش وہ سن میں سہاگ اپنا

عطا فراد میں مجھ کو دارا اس دحت سرائی کی

منقبت

در بارِ غوثِ الاعظم میں

لذتِ دینِ نبی محفلِ عرفاں کو ملی مسدِ محفلِ عرفاں شبِ جلیاں کو ملی
 نہ گلوں کو نہ کسی نخلِ گستاں کو ملی میرِ بقداوہ خوشبو ترے داماں کو ملی
 بٹ چکی خالق کو بھیک اور بھر ہے دامن اللہ اللہ یہ وسعت ترے داماں کو ملی
 بادشاہوں سے تو اس در کے فقیر کے اچھے ہیں بھیک جو ان سے بچی قیصر و سلطان کو ملی
 پیر بن بن کے چمکتے ہیں مرید ان جہاں اُس تہلی سے جو ترے رُخ تاباں کو ملی
 غوثِ اعظم سے بڑھی عزتِ خاکِ بنداد خاکِ بنداد سے عزتِ برے داماں کو ملی
 ان کے دروازے سے کیونکر کوئی نستا اُٹھے جن کی چو کھٹ پہ اماں گردشِ دوراں کو ملی

شاہ کہلاتے ہیں جس در کے غلاموں کے غلام
 بھیک اُس در سے منورِ مرے داماں کو ملی

محفل سماع دربار خواجہ میں

سُن رہا ہوں تیرا دربار ہے عام اے خواجہ خالی جاتا نہیں اس در سے غلام اے خواجہ
عرض کرنے کو ترے در پہ سلام اے خواجہ دور سے آیا ہوں سنکر تیرا نام اے خواجہ
کیا چلا جاؤں نہوگا مرا کام اے خواجہ

اٹھ چکے ہیں کے ترے مست تمام اے خواجہ بٹ چکی سب ترے میخانے میں علم اے خواجہ
تیرے زندوں میں نہیں کیا برا نام اے خواجہ صبح سے بیٹھا ہوں بھیج اب کوئی جام اے خواجہ
اب گھڑی بھر میں ہوئی جاتی ہے شامل اے خواجہ

دینے والے نے ترے در کو در رفت دی ہے تیرے ہاتھوں میں خدائی کی حکومت دی ہے
تھکوا لشد نے وہ شان وہ شوکت دی ہے راج والوں کو ترے تاج نے عزت دی ہے
تخت والے ہیں ترے در کے غلام اے خواجہ

بے پئے اب مرا بیکار ہے بنیادیدے تو تو ساقی ہے سکھا کر مجھے بنیادیدے
کربلا والے کے صدمے کوئی مینا دیدے ساغر حیات میں صہیل کے مہینہ دیدے
منے بغداد سے بھر دے مرا جام اے خواجہ

تو اگر چاہے تو منگتا کو تو انگر کر دے میں گدا ہوں نگہ مہر گدا پر کر دے
ذہ غاک کو رشک مر داختر کر دے اپنے جادوں سے مرے دل کو شور کر دے
تھکوا لشد نہیں ہے مرا کام اے خواجہ

۶۲
بزمِ کیف

سرکارِ صابر میں

دیکھ پایا ہے ترارِ دشتِ عالی صابر اب نہ جائے گی بھکارِ نِ تریِ عالی صابر
میرے آقا، میرے مولا میرے والی صابر میں نے گردِ نِ تریِ چو کہٹ پہ تھکالی صابر
اب تو بگردی ہوئی تقدیرِ بنالی صابر

در پہ گدڑی تری جو گن نے بچپالی صابر بن کے بیٹھی ہوں ترے در کی سوالی صابر
دستر ہے بری تار دشتِ عالی صابر کون کہتا ہے مرا ہاتھ ہے عالی صابر
ہے میرے ہاتھ میں سرکار کی جالی صابر

دامنِ غیر نہیں دامنِ ہستی اپنا اب جہاں تو ہے دامنِ ہستی اپنا
اب نہ پھیلے گا کہیں دامنِ ہستی اپنا چاک کروں گی یہیں دامنِ ہستی اپنا
حشر ہو جائے گا گر بھیک نہ ڈالی صابر

دیر کیوں ہو گئی اب جی مرا گھبرا تا ہے دل ہی دے دے کے تسلی مجھے سمجھا تا ہے
میں بھکارِ نِ ہوں سخی تھک رہا جا تا ہے اٹھ گئی میں تو تری دین پہ حزن آتا ہے
خالی جاتا نہیں اس در سے سوالی صابر

جگ میں مشہور ہے تجھے ترا کلیں سردا تا بانٹ دے خواجہٴ جمیر کا سنگردا تا
جھانک لے پردہ انوار اٹھا کر دا تا لے کے آیا ہے امیدوں کی سنور دا تا
تیرے روضے پہ چڑھانے کو یہ ڈالی صابر

مناجاتِ منور

دعاؤں میں اثر دے یا اے الہی	مرادیں پوری کر دے یا اے الہی
دلوں کو سیر کر دے یا اے الہی	محبت اپنی بھر دے یا اے الہی
گرفتارِ مصیبت ہیں سہماں	انھیں آزاد کر دے یا اے الہی
تصدق میں عہدِ مصطفیٰ کے	عنایت ہم پہ کر دے یا اے الہی
پے صدیق اکبر رحم فرما	دلوں میں نور بھری دے یا اے الہی
مٹا دے رنج و غم صدقہ عمر کا	منور قلب کر دے یا اے الہی
پے عثمان بھروسہ کی برسا	جہاں سرسبز کر دے یا اے الہی
بڑھا دے قوتیں حیدر کا صدقہ	وہ دل دے وہ نظر دے یا اے الہی
تجھے خاتونِ جنت کی قسم ہے	قناعت کے ثمر دے یا اے الہی
برائے حضرت شہید و شہزاد	فدا سے عشق کر دے یا اے الہی
طفیل غوثِ اعظم قطبِ عالم	نگاہ مہر کر دے یا اے الہی
سعید الدین اجمیری کا صدقہ	مصیبت دور کر دے یا اے الہی
پے مخدوم صابر شاہ کلیر	متاع و مال و زر دے یا اے الہی
تصدق میں حضورِ اچھے میاں کے	بروں کو نیک کر دے یا اے الہی
وہ ہے جو سرمدِ شبلی نے پی تھی	تہی ساغوس بھر دے یا اے الہی

پھنسی ہے بھر غم میں اپنی کشتی
 یہ بیڑا پار کر دے یا الہی
 مسلمان جو ابھی تک سو رہے ہیں
 انہیں بیدار کر دے یا الہی
 غریبوں کو عطا کر مال و دولت
 غنی منگتا کو کر دے یا الہی
 شفا خانوں میں ہیں تیرے جو مخرج
 اب اُن کے زخم بھر دے یا الہی
 جو دردِ در مارے مار پھر رہے ہیں
 انہیں رہنے کو گھر دے یا الہی
 جہاں میں جس کی دنیا مٹ چکی ہے
 دل اُس کا شاد کر دے یا الہی
 درِ دولت پہ کچھ بھوکے پڑے ہیں
 اب ان کے پیٹ بھر دے یا الہی
 جو قیدی قیدِ غم میں مبتلا ہیں
 انہیں آزاد کر دے یا الہی
 جو اپنوں سے چھٹے کو سول پڑے ہیں
 تو واپس اُن کو کر دے یا الہی
 نہیں ہے جس کا اب کوئی سہارا
 سہارا اُس کا کر دے یا الہی
 سکونِ منتقل دنیا میں فرما
 تراحم سب پہ کر دے یا الہی
 فرائض سے جو غافل ہیں مسلمان
 نمازی اُن کو کر دے یا الہی
 اڑا بجائیں جو طیبہ میں یا رب
 مجھے وہ بال دے یا الہی
 جبین شوقِ سجدے چاہتی ہے
 نبی کا سنگِ درد دے یا الہی

کریم اُس مناجاتِ منور

اے مقبول کر دے یا الہی